UNIVERSAL LIBRARY
OU_226291
UNIVERSAL LIBRARY

أوليس الذي خلق السموات والأرض بقادر على أن يخلق مثلهم بلى وهو الخلاق العليم

الحمد للہ کہ تحریرات حضرت مولانا محقق و مدقق جامع العلوم مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی در باب اجل مسئلہ رسالہ تحذیر الناس ملقب

مناظرۂ عجیبہ

باہتمام و تصحیح مولوی محمد حسن ابن مولوی احمد حسن تغمدہ اللہ بغفرانہ

در مطبع ہاشمی واقع میرٹھ باہتمام محمد ابراہیم طبع شد

۲۹۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ
علی کل شیء قدیر والصلوۃ والسلام علی محمد الذی جاء اول المخلوقات وخاتم النبیین وآلہ
وصحبہ اجمعین **اما بعد** بندہ محمد حسن ابن مولانا احمد حسن مرادآبادی تغمدہ اللہ بغفرانہ
عرض پرداز ہے کہ حضرت مولانا جامع العلوم مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے رسالہ
تحذیر الناس ارقام فرمایا اور طبع ہو کر شائع ہوا تو مطالعہ بندہ مولوی محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
نے اوسپر چند اعتراضات نہ بطور جدل بلکہ برائے تحقیق حق ایسے سخت اور مشکل ارقام فرمائے کہ
اون کا حل مصنف ہی سے ہو سکتا تھا چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ کی خدمت میں وہ اعتراضات بسبیل ڈاک
پہونچے اور مصنف نے اونکا جواب باصواب تحریر فرما کر مولوی عبد العزیز صاحب کو روانہ فرمایا
پھر تو سلسلہ مناظرہ ایسا گرم ہوا کہ سال بھر تک ہر دو جانب سے خط و کتابت موقوف نہ ہوئی
چونکہ گفتگو محض تحقیق حق کے واسطے تھی نہ بر بناء نفسانیت لہذا آخر خط میں فیصلہ ہوگیا یہ تحریرات
من اولہ الی آخرہ بندہ کے پاس موجود تھی چونکہ یہ مناظرہ رسالہ تحذیر الناس کے لئے گویا شرح تھا ہر
مشکل اور باریکی کا اسمین حل تھا تو مقصود ہوا کہ یہ مناظرہ بھی مثل تحذیر الناس طبع کیا جاوے
لیکن بوجہ علائق وموانع یہ بندہ معذور رہا اب حسن اتفاق سے اللہ جل جلالہ نے اس بندہ کو توفیق
عطا فرمائی تو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ امید کہ ناظرین بندہ کو بھی دعا سے محروم نہ رکھیں۔

جوابات محذورات عشرہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوۃ کے جواب محذورات مولانا عبدالعزیز مدظلہ عرض کرتا ہون۔

محذور اول ۔ جبکہ موصوف بالذات موقوف علیہ موصوف بالعرض کا ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ مقدم بالذات یا بالزمان ہو تاخر زمانی اوسکو کیسے لازم ہے یہ فرماوین کہ مقدم بالذات کو کیونکر تاخر بالزمان لازم ہے۔

جواب ۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بہی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہین علی الاطلاق کہیے یا بالاضافتہ سو جیسے اس تقدم وتاخر کے اجتماع کا تسلیم کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے اسیطرح موصوف بالذات بالنبوۃ کا تقدم اور پہر تاخر دونون مجتمع ہو سکتے ہین اتنا فرق ہے کہ یہ اجتماع جو آپکے نزدیک منجملہ اجتماع المتضادین ہے ورنہ پہر اعتراض ہی کیا تہا یون ہی قضیہ اتفاقی ہے اور میرے نزدیک

قضیہ لزومی اور اگر یہ غرض ہے کہ ملزوم ذاتی ہوتا تو تاخر زمانی جائز ہوتا لازم کیون ہوا تو اسکا
جواب یہ ہے کہ یہان لزوم ذاتی نہین لزوم خارجی ہے اور لزوم خارجی مین ذات ملزوم مقتضی ذات
لازم نہین ہوتی معروض لازم اور محل وقوع وقابل ہوتی ہے ورنہ لزوم ذاتی ہونا لزوم خارجی نہونا
اسلئے اس صورت مین لازم وجود خارجی ملزوم مین بالعرض ہوگا جسکے لئے بالذات کی ضرورت ہے
سو جسکے لئے یہ لازم بالذات لازم ہے وہی علتہ بالذات لازم ہے پر علتہ وقوع لازم علی اللزوم الخارجی
کوئی اور امر ہوتا ہے بغرض تحقیق لزوم یہ گذارش ہے کہ یہان لزوم وجود ہے لزوم ذات نہین علتہ ثالثہ
مقتضی لازم معلوم ہے خود ذات ملزوم مقتضی اور علتہ نہین اسلئے بلحاظ ملزوم تو جواز ہی پر بلحاظ علتہ
موجب اللزوم لزوم ہے مگر اقتضاء علتہ ثالثہ بہی وجود خارجی ہی مین منحصر ہے وجود خارجی اور
ذہنی دونون کو مشتمل نہین ورنہ لزوم ذات بالمعنی الاخص نہوتا تو بالمعنی الاعم ہی ہوجاتا بہرحال
لازم ذات کی دو قسمین ہین جہان خود ذات ملزوم مقتضی لازم ہوتی ہے وہان تو جیسی ملزوم کے
تحقق کو لازم کا تحقق لازم ہوتا ہے ایسے ہی ملزوم کے تصور کو لازم کا تصور بہی لازم ہوتا ہے اور
جہان مقتضی لازم کوئی امر ثالث ہوتا ہے اور بہر وہ امر ثالث علتہ ملزوم بہی ہو تو ملزوم اور لازم از قسم
معلول علتہ ثالثہ ہوتی ہین اور وجوداً اور ذہناً لازم یکدیگر رہتے ہین اور ایک کے تصور کو اگرچہ
بے واسطہ دوسرے کا تصور لازم نہو پر دونون کے تصور کو جزم باللزوم لازم ہوتا ہے اب سنئے کہ
روح پرفتوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو اصل موصوف نبوت ہی ارواح انبیاء باقیہ کے لئے علیہم السلام
موقوف علیہ ہے اور اس وجہ سے آپکو تقدم بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیت روحانی کو تولد جسمانی لازم نہین
اور آپ کے نزدیک لازم ہو تو ثابت کیجئے اور اول ماخلق اللہ نوری وغیرہ مضامین کی تغلیط فرمائیے البتہ
وجوہ معروضہ مکتوب تحذیر الناس تولد جسمانی کی تاخر زمانی کے خواستگار ہین اسلئے کہ ظہور تاخر زمانی کے
سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہین ہان ایک صورت تہی کہ سب مین اول یا بعض سے اول

آپ پیدا ہوتے اور نبوت آپ کو سب کے بعد عنایت ہوئی اس صورت مین قطع نظر اس سے کہ باوجود مادہ قابل اور بلوغ اشد نبوت بالفعل کیون نہ عطا ہوئی اور مرتبہ بالقوۃ کو باوجود شرائط فعلیتہ عطا ہوئی بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ متبوع حقیقی ایک زمانہ دراز تک نبوت مین اورون کے تابع رہین یا یون کہئے کہ اکمل افراد الناس جنکی شان مین وارد ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یون ہی ایک زمانہ دراز تک مرفوع القلم رہے بہرحال توقف معلوم اگر ہے تو بین الارواح ہی بین الاجسام نہین بین الاجسام اگر ہے تو اور توقف ہے جس سے قضیہ تقدم وتاخر منعکس ہوجاتا ہے یعنی وجود روحانی مین تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود جسمانی مین حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل علیہم السلام ابائے کرام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف علیہ اور جسم اطہر حضرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم موقوف باقی رہا انا انت ہو وغیرہ ضمائر کا اطلاق روح اور جسم دونون پر عرف عام مین معروف ہی کبھی تین اور آپ انا اور انت بہ نسبت اپنی یا کسی دوسری کی روح کے بولتے ہین اور علی ہذا القیاس کبھی بہ نسبت جسم کے کبھی کہتے ہین مین نے مارا یا مجکو مارا اور ظاہر ہے کہ یہ سب احکام جسمانی ہین اور کبھی کہتے ہین کہ مجکو غصہ آیا یا مجہپر غصہ آیا یہ سب احکام روحانی ہین علی ہذا القیاس مصداق اسما ہی عرف عام مین دونون ہوتے ہین سو مین نے ایک اسم واحد کے لئے تقدم ذاتی یا زمانی اور نیز تاخر زمانی اگر ثابت کردیا تو کونسا محذور لازم آیا اور اگر لازم آتا ہے تو مجہپر اور آپ پر دونون پر لازم آتا ہے پہر یہ کونسا انصاف ہے کہ جواب دہی صرف میرے ہی ذمہ ہوا اور اگر یہ سزا اس جرم کی ہے کہ مینے موقوف علیہ کیون کہا اول ما خلق اللہ نوری کیون نہ کہا تو اب سہی مگر پہر بھی وجہ اس تخصیص سزا کی اس جرم کے ساتھ ہی کچہ چاہئے ۔

محذور ثانی حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ ایسی موصوف بالذات غیر مکتسب

من الغیر ہین جیسے واجب الوجود تعالیٰ موصوف بوجود بالذات ہے اور معلوم ہے کہ وجود واجب الوجود عین ذات ہے کما ہو الحق یا مقتضای ذات کما ہو عند المتکلمین پس فرماوین کہ نبوت خاتم کیونکر عین خاتم یا مقتضاء ذات خاتم غیر مکتسب من الغیر ہے۔

جواب۔ لفظ کیونکر سے اگر سوال کیفیت مد نظر ہے تو آپ پہلے کیفیت عینیۃ وجود خداوندی یا کیفیۃ مقتضائیۃ وجود خداوندی بتلائے پھر مجھسے سوال کیجئے اور اگر استفسار علتہ عینیۃ و مقتضائیۃ ہی تو بھی اول آپ ہی ارشاد فرماوین اور اگر کوئی مقدمہ بدیہی آپ کے نزدیک مخالف عرض احقر ہے اور تفصیل مخالفتہ یہ ہے کہ بقیاس وجود واجب میرے ذمہ عینیۃ یا مقتضائیۃ لازم ہے اور وہ مقدمہ اسکے مخالف خبر دیتا ہے تو اول اُس مقدمہ سے خبردار فرمائے شاید بوجہ حدس یا صفاء ذہن آپ اُس سے مطلع ہوں اور مجکو اُسکی خبر نہو کیونکہ آج تک اس لزوم اور مخالفتہ سے مین مطلع نہین آپ اور نیز ماہران معقول اغلب یہ ہے کہ تسلیم نفرمائین گے اور بیوجہ ناحق کی حجتین نکال کر دوبارہ مجکو لو بنائین گے لیکن جو انصاف کو کام فرمائین گے اور فہم رسے دست برداری نہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اثبات کو آپ ہی او نیز تمام اہل حق اور اہل عقل بسر و چشم ہی کہین گے کہ تمام لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی عن الذات ہوتے ہین اور اس وجہ سے مرتبہ ذات مین مصداق لازم ذات کو ماننا ضرور ہے ورنہ نشو و نما اور خروج قبل وجود خارج لازم آئیگا الغرض مخرج و مصدر مین بالمعنی الاخص وجود خارج و صادر قبل خروج و صدور ضرور ہے لیکن چونکہ بحث لزوم ہے تو یہ خروج و صدور مستلزم انعدام مصداق لازم فے مرتبۃ الملزوم نہوگا ورنہ بالبداہتہ انفکاک ممکن ہوگا اسلئے کہ ماحصل لزوم اس وقت فقط اتصال مشابہ اتصال متباینین ہوگا اور ظاہر ہے کہ اتصال متباینین قابل زوال اور ممکن الانفکاک ہوتا ہے اس صورت مین ضرور ہے کہ مرتبہ خارج مرتبہ مندمج فے الذات سے ضعیف ہوگا اور وہ شدید ورنہ تساوی علتہ و معلول فی الشدۃ والضعف لازم آئیگی اور یہ بات آپ خوب جانتے ہین کہ صحیح ہے یا غلط جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب او سنئے کہ عرض

علے المعروض اسی خروج اور خارج ہی کا طفیل ہوتا ہے امر خارج مخرج کے ساتہ انتساب صدور رکہتا ہے اور اس وجہ سے اُسکو فاعل کہین تو بجا ہے اور معروض کے ساتہ انتساب وقوع رکہتا ہے اور اس وجہ سے اُسکو مفعول کہین تو زیبا ہے الغرض حصہ واحد از وصف واحد دونون مین مشترک ہوتا ہے جب یہ تطفل معلوم ہوگیا اور ایک کا دوسرے کی نسبت طفیلی ہونا جو ماحصل اس قضیہ مشہورہ کا ہے کہ ہر بالعرض کے لئے کوئی بالذات چاہئے ظاہر ہوگیا تو اب سنئے وجود ممکنات بالذات وذاتی نہین بالعرض ہے اور وہ بالذات جو ہر بالعرض کے لئے چاہئے یہان وہ وجود ہے جو ذات بحت سے صادر ہوا ہے اور اس وجہ سے اُسکو لازم ذات خداوندی کہنا ضرور ہے اور اسی کو محققین صوفیہ کرام صادر اول اور وجود منبسط اور نفس رحمانی کہتے ہین اس وجود کو تو عین ذات کوئی نہین کہتا اور اگر بعض اکابر نے اسی کو ذات قرار دیا ہے تو وجہ اسکی بجز اسکے اور کیا کہئے کہ انکا ادراک کسی وجہ سے یہین منتہی ہوگیا اگرچہ ادراک بالمشافہ سب کا یہین منتہی ہوتا ہے اور وہ وجود جو مندمج فی الذات ہے وہ لاریب عین ذات ہے مثل صادر اول مقتضاء ذات اور لازم ذات نہین مگر یہ قاعدہ فقط صادر اول ہی مین اس وقت منحصر نہوگا بلکہ تمام صادرات اول ہون یا ثانی وثالث وغیرہ اور ہون گے اور مصدر ومخرج اور مگر ہر صادر کے لئے جدا مصدر ہے اور ہر خارج کے لئے جدا مخرج اگرچہ فرق اعتباری ہے کیون نہو اس تقریر پر محققین اور متکلمین مین بجز نزاع لفظی اور کچہ نہوگا جو یون کہا جائے کہ یہ حق ہے اور یہ ناحق باقی رہا لاعین ولاغیر ہونا اسکا ذکر اس مقام مین اگر بے محل نہوتا تو آپکی خدمت مین اسکی تفسیر ہی عرض کرتا چلتا ہان یہ سنئے کہ جیسے علم کو عین عالم نہین کہتے حالانکہ علم بمعنی قوۃ علمیہ جو اصل مبداء انکشاف ہے یعنی مثل نور بذات خود منکشف ہے اور صور کے لئے جسکو او صاحب مبداء انکشاف کہتے ہین کاشف ذات عالم ہی سے صادر ہوتا ہے اور یہان بہی وہی صدور اور خروج کا قصہ ہے ایسے ہی اطلاق وجود بہی ذات بابرکات پہ ناروا کہئے تو بجا ہے جیسے اطلاق دہوپ شعاع خارج من الشمس پر اور اطلاق

شعاع نور مندمج فی ذات الشمس پر نار وا ہے اور کیون نہو مرتبہ محکوم بہ یہان مرتبہ محکوم علیہ کی
نسبت ناقص ہے اور اطلاق مفہوم ناقص مصداق کامل پر نار وا ہے اور پہر نسبتہ آسامی ان مراتب
کے ساتہ مخصوص اگرچہ جنس مشترک سب کی ایک ہی کلی مشکک ہو کلی متواطی گو نہو ایسے ہی علم
عالم وجود موجود وغیرہ مفہومات اور مصادیق کو خیال فرمائیے بالجملہ مرتبہ صادر مثل دیگر صادرات
منجملہ صفات ہے گو اُسکو صفات مبحوث عنہا مین نہ رکہنا اور اس وجہ سے کوئی اُسکو صفت نہ کہتا ہو
لیکن ایسی ہی نبوۃ اور نبی کو بشرطیکہ نبوۃ ذاتی ہو یعنی منجملہ صادرات ہو از قسم واقعات نہو خیال
فرمائے نبوت بمعنی ما بہ النبوۃ جسمین کلام ہے اور جسکا وصف ذاتی ہونا متصور ہے اگر کہین بالذات
ہوگی تو منجملہ صادرات ہوگی از قسم اوصاف واقعہ من الخارج نہوگی اور صادرات کو آپ سن ہی چکے ہین کہ
مقتضاء ذات مصدر ہوتے ہین عین مصدر نہین ہوتے ہان مرتبہ ذات بہی عاری نہین ہوتا سو اگر اطلاق
مفہوم صادر بطور اشتراک ذات مصدر پر باین وجہ درست ہے کہ وہ بہی عاری عن اصل الوصف نہین ہوتی
تو اطلاق نبوۃ بمعنی مذکور بہی درصورت صدور مفروض درست ہوگا او نہین تو نہین اور اگر اطلاق مین اتباع
عرف عام یا خاص ہے اور اس وجہ سے کہین اطلاق کرتے ہو کہین نہین کرتے تو ہوسکتا ہی کہ وجود بوجہ عرف
عام یا خاص عرف صوفیہ کرام رحمہم اللہ مرتبہ ذات پر بہی بولا جاتا ہو اور نبوت مرتبہ ذات نبی پر بولی جاتی ہو
مگر مرتبہ صادر کی مقتضاء ذات نبی ہونے مین کچہ تامل نہین مگر شرط یہ ہے کہ نبوۃ سے نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ
مراد لیجئے اور ادہر نبوۃ کو وصف ذاتی بمعنی صادر من الذات قرار دیجئے اب دیکہئے نبوۃ کا مقتضاء ذات ہونا بہی
واضح ہوگیا اور عین ہونا بہی ظاہر ہوگیا ہان وہ خلجان جو بوجہ نہ معلوم ہونے حقیقت نبی کے اس مقام پر
عارض حال ہوسکتا ہے باقی رہا سو اُسکے مٹانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جیسے بشریت مین انبیاء
علیہم السلام مماثل امت ہوتے ہین ایسے ہی مرتبہ حقیقت روحانی مین نوع علیحدہ ہوتے ہین خواہ یہ علیحدگی
از قسم تشکیک رکہئے اور ایک وجہ سے یہ خیال بجا ہے خواہ از قسم تباین اور ایک وجہ سے یہ خیال حق ہے

الغرض مماثلت جسمانی فی مقتضیات الجسمیۃ اسبات کے خواہان نہین کہ مراتب روحانی مین بہی ایسے ہی مماثل ہون ۔ تفاوت مراتب ہرگز نہو یہی وجہ ہے کہ جیسے قل انما انا بشر مثلکم آیا ہے ایسے ہی قالو اہذا الا بشر مثلنا بہی آیا ہے جس سے بشرط ذوق سلیم یہ بات عیان ہے کہ کفار کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا اور انبیا علیہم السلام کو مثل اپنی سمجہنا ہی غلط ہی سو مضامین متعارضہ فی الظاہر کی تطبیق باہمی اسیطرح متصور ہے جیسے مین نے عرض کیا الغرض انبیاء علیہم السلام کو اپنا سا تصور فرمائی اور پہر اس قیاس نبوت کے عین ومقتضا ہونے کو انکار نہ کیجئے اگر یہ قیاس صحیح ہوتا تو ہم بہی نبی ہوتے

محذور ثالث ۔ صراحۃً فرماتے ہین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات صلی اللہ علیہ وسلم موصوفین بالعرض کے لئے واسطہ فی العروض ہین اور تمثیل واجب الوجود سے بہی اسیطرف اشارہ ہے کیونکہ وہ بھی ممکنات کا واسطہ فی العروض ہے اور معلوم ہے کہ ذو واسطہ فی العروض عاری عن الوصف ہوتا ہی جیسے ممکنات عند التحقیق عاری عن الوجود ہین الاعیان الثابتۃ ماشمت رائحۃ من الوجود اگرچہ نسبت وصف کی طرف ذی واسطہ ایجا با مجاز اکرتے ہین مگر حقیقت سلب کرتے ہین پس لازم آیا کہ انبیاء موصوفین بالعرض عاری عن النبوۃ مثل ممکنات عاری عن الوجود کے ہون اور سلب نبوۃ کا حقیقۃً انسے درست ہوا اور بہی واسطہ فی العروض ذی واسطہ سے وجوداً متحاز وممتاز نہین ہوتا جیسے جسم لون کا واسطہ فی العروض تحیز مین ہے اور ممتاز فی الوجود نہین ایسے ہی واجب ممکن سے متحاز فی الوجود نہین پس چاہئے کہ انبیاء موصوفین بالعرض ممتاز فی الوجود موصوف بالذات سے نہون اور بہی در صورۃ واسطہ فی العروض وصف متعدد بالشخص نہین ہوتا بلکہ ایک ہی وصف دو موصوف کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے ایک تحیز جسم اور لون دونون کی طرف اور ایک وجود واجب اور ممکن دونونکی طرف منسوب ہی اور یہان وصف نبوۃ ہر نبی کو جدا جدا عارض ہے پس واسطہ فی العروض کیونکر بنتا ہی ۔

جواب ۔ مولانا آپکو بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیت سے

تماشا ہے کہ وہابیون کو بدنام کرین اور آپ اُنکا کام کرین واقعی خداوند عدل کی طرف سے
یہ اُس تہمت کا جواب ہے جو محبیان سنت کے ذمہ لگائے گئے تھے مولانا قبل از جواب بہ گذارش
کہ افضلیتہ اور مفضولیتہ اثار تشکیک مین سے ہین کیونکہ افضل اور مفضول اگر ایک کلی مشکک کے
افراد ہون گے تو یا تو ایک کلی متواطی کے افراد ہون گے یا دو کلی متباین کے اشخاص پہلی صورت مین
تو فرق اشدیتہ و اضعفیتہ وغیرہ اقسام تشکیک کی کوئی صورت نہین اور افضلیتہ مین بھی اشدیتہ وغیرہ
ہوتے ہین اور مفضولیتہ مین اضعفیتہ وغیرہ اور دو کلی کے اقسام ملے ہوئے ہون گے تو نسبت ثلثہ
جنکو تساوی اور کمی اور بیشی کے ساتھ تعبیر کرتے ہین متصور نہین خواہ تساوی اور کمی بیشی فی الکم ہو
جو ان سب کے لئے اصل موضوع ہے یا تساوی کمی بیشی فی الکیف ہو جیسے اکثر بولا کرتے ہین الغرض جبکہ
وصف مین کمی بیشی یا مساوات ہو اُس وصف کا اشتراک دونون جا بدیہی ہے اور جب افضلیت کو تشکیک
تشکیک کی ضرورت ہوئی تو تشکیک کے لئے سنئے عرض منجانب الی جانب کی ضرورت ہے یعنی کہین تو
وہ وصف مبحوث عنہ ذاتی بمعنی بالذات ہو اور کہین عرضی بمعنی بالعرض ورنہ اس تفاوت مراتب کی
پھر کوئی صورت نہین وصف واحد متعدد وصف واحد کیونکہ ایک معلول کے لئے دو علتین نہین ہو سکتی
ورنہ خدا کا تعدد بھی ممکن ہوگا اسلئے تشکیک کے لئے ضرور ہے کہ کہین وصف مشکک ذاتی بمعنی بالذات ہو
اور کہین عرضی بمعنی بالعرض پھر جہان بالعرض ہو کہین بوجہ مزید حسن قابلیت وصف مقبول کی شدت ہو
جیسے نور کا ظہور آئینہ مین ہوتا ہے اور کہین بوجہ نقصان قابلیتہ وصف مذکور ضعیف ہو جیسے زمین کا حال
وقت عرض نور معلوم ہوتا ہے سو موصوف بالذات تو افضل تام اور اکمل علی الاطلاق ہوتا ہے
اور کوئی موصوف بالعرض اگر بوجہ حسن قابلیت کسی دوسرے موصوف بالعرض ناقص القابلیت سے
افضل ہوتا ہے تو اول تو اُس موصوف بالعرض سے کمتر ہوتا ہے جسکی قابلیتہ اس سے بھی زیادہ ہو
اور اگر فرض کیجے یہی سب مین زائد قابل ہے تو موصوف بالذات سے تو بہر حال کم ہی رہیگا کیونکہ

موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کے تساوی ہی اگر ممکن ہو تو ممکنات کا خدا کی برابر ہو جانا ممکن اور زیادتی اگر متصور ہو تو تساوی چھوڑ افضلیۃ متصور ہے بہرحال موصوف بالذات تو تمام موصوفین بالعرض سے موجود فی الخارج ہون یا بقدر الوجود افضل ہوتا ہے اور سوا اوسکے اور کسیکی افضلیۃ ایسی عام اور اشمل اور مطلق نہین ہوتی سو آپ اگر مدعی افضلیۃ تامہ عامہ مطلقہ بہ نسبت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو موصوف بالذات اور واسطہ فی العروض ہونا بھی آپکا آپکو ماننا پڑیگا ورنہ ہم تو نہین کہہ سکتے بظاہر اقرار افضلیۃ ہوگا تو در پردہ انکار افضلیۃ بھی ساتھ ہی ہوگا بدآپکی انصاف پرستی سے اس وقت اس بات کا امیدوار ہون کہ جیسے مشہور ہے ؎ متاع نیک ہر دوکان کہ باشد اس بات کو اگرچہ قاسم ہی کی کہی کیون نہو تسلیم ہی فرمادینگے ورنہ جیسی کسینے کہا ہے ناحق کی حجتین نہ مرچان لگائیے ؎ سخن پروری لفرمادینگے اس گذارش سے تو جو واقعی از قسم نصح فی الدین ہے فراغت پائی۔

جواب شبہ ثالث بھی دیا چاہئے اس محذور مین تین تقریرین ہین جنکا ماحصل ایک جدا اعتراض ہے خلاصہ اعتراض اول تو یہ ہے کہ انبیاء باقی سے سلب نبوۃ ذاتی یعنی بالذات لازم آئیگا اسکا جواب تو فقط اتنا ہے کہ یہ اعتراض اور انبیاء کے نبی بالذات ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تھا سو یہ مقدمہ آپ سے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ بڑی دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ اونکا نبی ہونا منصوص ہے یا بتواتر انکا ادعاء نبوۃ اور اظہار اعجاز منقول ہے لیکن اس سے جب کام چل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق مبداء اشتقاق کی عروض و ذاتی یعنی بالذات ہونے پر دلالت کرے سو یہ آپ سے ثابت ہوا نہو انشاء اللہ ورنہ اطلاق حار آب گرم پر ممنوع ہو یا اس اطلاق سے اسکا حار بالذات ہونا ثابت ہو بلکہ ممکنات پر تو اطلاق وجود تو کیا بلکہ مخلوقیۃ ممنوع ہو کیونکہ مخلوقیۃ کیلئے خالق کی طرف سے ایجاد یعنی اعطاء وجود ضرور ہے اور

یا ممکنات کا موجود بالذات ہونا جو مستلزم وجود ذاتی ہے لازم آئے سو اگر ان مشتقات کا اطلاق موصوفین بالعرض پر درست ہے تو نبی کا اطلاق بھی موصوفین بالعرض پر درست ہوگا ورنہیں تو واقعی آپکا اعتراض ثابت ہو جائیگا العرض بوسیلہ نصوص قطعیہ کہئے یا بذریعہ اخبار متواترہ اگر ثابت ہوگا تو اطلاق کلمہ نبی ہی ثابت ہوگا اس سے زیادہ کیا ثابت ہوگا جو آپ اس اعتراض کو لیکر بیٹھے ہین باقی رہا یہ ارشاد کہ الاعیان الثابتۃ ماشمت رائحۃ من الوجود مسلم ہم وہ نہین کہ اکابر دین کی تغلیط کرین البتہ آپکا شیوہ اختیار کرین تو گنجایش انکار ہے یعنی آپ جب اثر ابن عباس کو باوجود تصحیح محدثین تسلیم نہین کرتے تو مین اگر شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ کا انکار کرون تو کیا بیجا ہے یہان تو کسی محدث نے تصحیح بھی نہین کی اور آپ جانتے ہین کہ ہر کارے ہر مردے تعیین مرتبہ روات اور روایت سنجی انہین بزرگوارونکا کام ہے آپکا یہ انکار اس سے خالی نہین کہ یا تغلیط محدثین کیجئے یا حضرت عبداللہ بن عباس ہی کی خبر لیجئے اور اگر اس اثر کو بالمعنی مرفوع رکھئے چنانچہ انصاف بھی ہے تو پھر تو آپکی یہ عنایت دور تک پہونچیگی بہرحال آپ کے طور پر تو ہم کو گنجایش انکار ہے کہہ سکتے ہین کہ ہمارے نزدیک یہ قول بے سند ہے اور سند بھی ہو تو کیا ہوا شیخ محی الدین عربی کی نہین اور ہمارے طور پر یہ قول بھی مسلم اور حضرت شیخ بھی مسلم مگر وجود سے وجود خارجی اور وجود منبسط مراد ہے اور مکان شمت موطن علمی ہے اس صورت مین عروض وجود خارجی جو مستلزم شم مذکور ہے مناقض قضیہ مذکور نہوگا کیونکہ اختلاف مکانی رافع تناقض ہو جاتا ہے اور اگر یون نہین تو وجود ذاتی سے پہلے ہی انکار تھا وجود عرضی سے اب انکار لازم آیا پھر اس صورت مین موجود مخلوق اور نبی اور صدیق اور شہید اور صالح اور عالم وغیرہ ہونا سب غلط ہو جائیگا کیونکہ یہ سب اوصاف مذکورہ اوصاف وجودی ہین قبل حمل وجود انکا محمول ہونا محال ہے اب آپ ہی فرمائین کہ اس صورت مین کتنی نصوص و متواترات کا انکار لازم آئیگا آپ فقط ایک نبوۃ منصوصہ ہی کی عرضی ہو جانے سے اتنا گھبرا گئے تھے

اور خلاصہ اعتراض ثانی یہ ہے کہ واسطہ فی العرض اور ذو واسطہ متحاز فی الوجود اور ممتاز
از یکدیگر نہین ہوتی اور یہان امتیاز و انحیاز بدرجہ غایت ہے ایک اگر ملک عرب مین ہین تو
ایک شام و عراق و مصر مین مگر یہ اعتراض بہی اثبات ضرورۃ یا کلیۃ امتیاز پر موقوف تہا سو دلیل تو [illegible]
آپ نے کوئی ارشاد نفرمائی بیان فرمائی تو ایک مثال بیان فرمائی مولانا مثال جزئی سے
کوئی حکم کلی ثابت نہین ہوتا ہان امثلہ کثیرہ سے البتہ حصول استقراء متصور ہے مگر پہر کیا استقراء
کوئی حجت قاطعہ نہین ہوتا باینہمہ عدم امتیاز فی الوجود سے اگر یہ غرض ہے کہ عقل سے لیکر حواس تک
کوئی ممیز اوسکی تمیز نکر سکے تو اس قسم کا امتیاز اور انحیاز تو مثال حضور مین بہی موجود ہے حواس سے
اگر لون و جسم متمیز نہین ہوتی تو نہو عقل تو دونون کو ایک دوسرے سے متمیز سمجہتی ہے اور اگر امتیاز
فی الوجود یہی ہے کہ حواس سے جدی جدی معلوم ہوتی تو اس قسم کے امتیاز کا نہونا مثال مذکور مین تو
مسلم پر مثال جالس سفینہ و سفینہ مین جو مثال اول اور اصل موصل ہے کیا کیجیے گا اور یہ امتیاز
اور انحیاز کہان سے لائیگا اور اگر یہ غرض ہے کہ انفصال نہو مناسبت ماہیت اتصال ہو چنانچہ مناسبت
جسم و لون فیمابین جسم و لون اتصال ہے اور مناسب سفینہ و جالس سفینہ فیمابین سفینہ و جالس سفینہ
اتصال ہے تو اس قسم کے ارتباط کی نفی فیمابین اجسام الانبیاء تو مسلم لیکن فیمابین الارواح آپ نے
کہان سے ثابت فرمائی جو یہ اعتراض فرمایا بعد ثبوت دعوی حضور اثبات نفی مذکور بہی ضرور ہے ہان اگر [illegible]
مصداق نبوۃ اجسام ہوتے اور اس وصف کی موصوف اصلی ارواح انبیاء علیہم السلام نہوتین تو البتہ
اس یون بعید پر یہ ارتباط دشوار تہا باقی انصاف یہ ہے کہ اتصال وصف عارض تو دونون سے
ضرور ہے اور اتصال موصوفین کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین جیسے وقوع حمل فیمابین الموصوفین
کہین ضرور ہے کہین ضرور نہین باقی اسکا اثبات اس محل مین مناسب نہین رہی یہ بات کہ کسی
معقولی نے یون ہی لکہا ہے تو بشرط صحت یہ بات انہین کے نزدیک حجت ہی جنکی نزدیک معقولات منقولات [illegible]

جنکے نزدیک منقولات ہی منقولات ہین بلکہ ایک حساب سے منقولات ہی معقولات ہین یعنی بوسیلہ
عقل ہی صحت منقولات اونکو معلوم ہے یہ نہین کہ عقل کی مانتے ہین موافق نقل ہو یا مخالف
اُن کے نزدیک ایسے مضامین ہین کسیکا کہا سنا کوئی حجت نہین اور خلاصہ اعتراض ثالث
یہ ہے کہ وصف عارض من الواسطہ علی ذی الواسطہ متعدد بالشخص نہین ہوتا اور یہان وصف
نبوۃ متعدد بالشخص ہے اسکا جواب بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی ثبوت تعدد شخصی وصف نبوت پر
موقوف ہے اور یہ بات آپ سے ثابت ہوئی نہو انشاء اللہ ہان تعدد شخصی انبیاء کرام علیہم السلام
شاید سرمایۂ خلجان ہو مگر یہی وجہ خلجان ہے تو یہ بات تمام موصوفین بالذات اور بالعرض یا یون
کہیئے تمام وسایط فی العروض اور معروضات مین پائی جاتی ہے موصوف بالذات او موصوف بالعرض
او واسطہ فی العروض اور معروض واحد بالشخص نہین ہوتے یعنی موصوف بالذات اور ہوتا ہی اور
موصوف بالعرض اور ہوتا ہے اور واسطہ فی العروض اور ہوتا ہے اور معروض اور ہوتا ہی مگر ہان
یون کہیئے کہ آپ نبی حقیقی محض اجسام انبیاء علیہم السلام کو سمجھے ہون اور اس وجہ سے اشتراک وصف و
واحد غلط معلوم ہوتا ہے مگر جو شخص موصوف حقیقی بالنبوۃ ارواح انبیاء علیہم السلام کو سمجھتا ہو اور
اطلاق نبی اجسام پر مثل اطلاق دیگر اوصاف روحانی مجازی عرضی جانتا ہو اوسکے نزدیک یہ
بُعد جسمانی مانع قرب روحانی نہین ورنہ یہ قضیہ القا مرشد بلکہ فیض صحبۃ اور نیز حدیث المرء مع
من احب وغیرہ انصاف کی رو سے سب غلط ہو جاوین وہی نکمّی تاویلین وہ کہان کہان نہین
ہو سکتی اس حساب سے تو کلام اللہ اور تمام احادیث مین بلکہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مین بھی
تحریف معنوی کر سکتے ہین۔

تقریر ..... رابع ..... خاتم بمعنی موصوف بالذات بالمعنی المسلم اگر متحقق ہو تو لا محالہ ایک ہی ہوگا
جو ..... موصوفین بالعرض کا ہو ..... خاتم تو طبقات ..... مین ہین کس قسم کے

خاتم ہین اگر وہ بہی موصوف بالذات ہین تو تعدد لازم آیا اور جنکو موصوف بالعرض قرار دیا تہا بعض اُنہین سے موصوف بالذات نکلے اور اگر موصوف بالذات نہین تو خاتم نہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار لازم آیا اوسمین نبی کنبیکم موجود ہے ۔

جواب ۔ مولانا یہ اعتراض تو آپ کے منہ پر زیبا نہین دیتا کیا آپ فرق حقیقی و اضافی سے بہی واقف نہین جیسے جزئی حقیقی بہی ہوتی ہے اور اضافی بہی ہوتی ہے ایسے ہی خاتم بہی حقیقی بہی ہوتا ہے اور اضافی بہی ہوتا ہے صفحہ ۳ کی تحذیر الناس کی اس عبارت کو دیکہئے ہر زمین مین اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُن سبکے خاتم ہین ہان اگر اونکی خاتمیت کو بہی علی الاطلاق رکہتا تو یہ اعتراض بجا تہا سو جیسے جزئی اضافی کے جزئی ہونیکی یہ معنی ہین کہ اپنے مافوق کی نسبت جزئی ہے علی الاطلاق جزئی نہین ایسے ہی خاتم اور موصوف بالذات کو بہی اضافی ہی سمجہئے کہ وہ بہ نسبت اپنی ماتحت کے خاتم اور بہ نسبت اپنی مستفیدون کے موصوف بالذات ہین ورنہ میری طرف سے یہ گذارش ہے کہ جزئی اضافی مثل انسان وغیرہ کی اگر جزئی بمعنے مالا یصدق الا علی واحد شخصی ہے تو انسان مین یہ بات کہان اور نہین تو پہر اوسکو جزئی کیون کہتے ہین اگر وہان امتناع عن الشرکت سے بحث نہین بلکہ اُس خصوص پر نظر ہے کہ جو جزئی حقیقی کو بالضرور لازم ہے اور فقط بلحاظ خصوص جزئی کہدیتے ہین گویا خصوص مانع عن الشرکت مین سے جو خلاصہ حقیقت جزئی ہے فقط خصوص ہی دیتے ہین اور مفہوم منع کو حذف کردیتے ہین تو یہان بہی مفہوم مستفاد منہ مستغنی عن الغیر مین سے جو موصوف بالذات حقیقی اور خاتم حقیقی کی حقیقت کا خلاصہ ہے تجرید کرکے فقط مفہوم مستفاد منہ رہنے دیتے ہین اور باقی کو حذف کردیتے ہین اس صورت مین نبی کنبیکم کہنا بہی صحیح ہے اور اعتراض بہی کچہ نہین باینہمہ تقریر مماثلت جو رسالہ تحذیر مین مرقوم ہے شاید آپکی نظر سے نہین گذری ورنہ معنی نبی کنبیکم کی کہلجاتے اور آپ یون نفرماتے اور اگر موصوف

بالذات مین نہین انتہی۔

محذور خامس قاسم کے نزدیک خاتم بمعنی اسکے کہ سب انبیاء سے آخر ہو ہرگز ہو نہین سکتا
کیونکہ خلاف سیاق آیۃ کریمہ کے سمجھتے ہین اور خلاف اثر ابن عباس کے ہے اور اس معنی کی لئے مین
اوسکے نزدیک کچہ فضیلت بہی نہین پس ضرور ہوا کہ خاتم یا تو اوس معنی پر ہو جو مذکور ہوئی یا بمعنی
خاتم انبیاء طبقہ اولی اول معنی لینے مین باوجود لزوم محذورات سابقہ کے یہ بڑا محذور لازم آتا ہے کہ
اور خاتمون کی اس معنی کی خاتمیۃ نہین ہو سکتی اور ثانی مین اول تو کچہ فضیلت نہین بقول قاسم کے
جبکہ سب انبیاء سے آخر ہونیمین فضیلت نہین تو ایک طبقہ کے انبیاء سے آخر ہونیمین ظاہر ہے کہ
کیا فضیلت ہوگی ثانیا خصوصیت طبقہ کس قرینہ سے سمجھی جائیگی ثالثًا دوسرے خاتمون کو خاتمیت
طبقہ اولی کیسے ثابت ہوگی تاکہ مثل ہون اور اگر خاتم بمعنی خاتم طبقہ مطلق لین تو البتہ سب خاتم
اس معنی مین شریک ہوجائین گے مگر خاتم اول کو کچہ فضیلت دوسرون پر ثابت نہوگی اور سیاق آیۃ کے
مخالف ہوگا لیکن اثر ابن عباس کی موافق ہاب یہ ارشاد فرمائین کہ خاتم بمعنی موصوف بالذات
لیکر کیونکہ آیۃ اثر ابن عباس کی موید ہے اور مخالف نہین حالانکہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا
خاتم ایک ہو اور حدیث چاہتی ہے کہ متعدد ہون اگر یہ فرماوین کہ آیۃ مین خاتم بمعنی موصوف بالذات
کے ہے اور حدیث مین خاتم بمعنی طبقہ ہے پس منافات نہوئی تو یہ ارشاد ہو کہ حدیث مین لفظ
خاتم کہان آیا ہے جسکے معنے یہ لئے جائین اس تکلیف لاطائل کی کیا ضرورۃ ہے جسکے لئے اتنی
عرق ریزی فرمائی حدیث مین تو نبی کنبیکم ہے اس تشبیہ کے لئے تو شرکت فی النبوۃ ہی کافی تہی
خاتمیت ثابت کرنیکی کیا حاجت تہی اور اگر حاجت تہی تو ویسی خاتمیت ثابت کرنی چاہئے جیسے
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بالنص ہے اور وہ حضرت خاتم بمعنی موصوف بالذات ہین جسمین
قاسم کے نزدیک شرکت کی ہرگز گنجائش نہین او معنی تاخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہین

اسواسطے کہ خاتم اور انبیاؤن کا پیدا ہونا بعد خاتم مطلق کے بہی قاسم ممکن کہتا ہے کہ جتنے زیادہ ہون اُتنے فضیلت خاتم مطلق کی بڑہیگی جو کوئی اس امکان یا فعلیتہ سے انکار کرے گویا زیادہ فضیلت سے منکر ہوا اور کمی فضیلتہ کا خواہان ہے اور بمعنی خاتم طبقہ اولی بہی لینا درست نہین اس واسطے کہ اس تقدیر پر زیادہ فضیلہ سے انکار قاسم ہی کو لازم آئیگا جس سے غیرون کو تحذیر فرماتے ہین۔

جواب۔ مولانا محذورات سابقہ خصوصًا محذور رابعہ ہی کافی تہا آپنے اس محذور کے رقم فرمانے مین کیون تکلیف اوٹہائی اسلیئے اسکے جواب مین بہی جوابات گذشتہ ہی کافی ہین دیکہنے تو یہ اعتراض با ہمعنی بڑا ہے کہ تقریبًا پورے ایک صفحہ پر آیا ہے پر ویسے دیکہیئے تو آپنے دکہلانے کو خوا مخواہ وہ احتمالات پوچ رقم فرمائے ہین جو آپ کے نزدیک بہی یہی ہوگا کہ قاسم ان احتمالات کو ہرگز تسلیم نکریگا مگر جب آپنے اوہی مضمون سابق کو لوٹا کر ایک اعتراض جداگانہ قرار دیا تو ہم بہی جواب مستقل ہی رقم کرتے ہین سنیئے خاتمیت زمانی کا مراد ہونا نہونا تو پہر دیکہا جاویگا اور یہ بات بہی مین پہر ہی کہونگا کہ اس جگہہ خاتمیتہ بہی کسی طرح مراد اور مفہوم ہوسکتی ہے یا نہین پر سردست تو عرض ہے کہ مین اوسی احتمال کو تسلیم کرتا ہون جو آپ میرے ذمہ لگاتے ہین رہا محذورات کا قصہ سو محذورات سابقہ کا جواب تو جوابات سابقہ مین دیکہہ لیجئے اور وہ بڑا محذور جسکو آپ یہان جتلاتے ہین نہ بڑا ہے نہ چہوٹا اور جو کچہ ہے بہی تو اوسکا جواب بہی محذورات سابقہ کی جوابات مین گذر چکا مکرر کسلئے لکہیئے مگر ہان یہ بات قابل گذارش ہے کہ اگر آپ کے نزدیک خاتمیتہ بمعنی مذکور کا اور انبیاء مین ہونا میرے سر اثر ابن عباس سے لازم آتا ہی چنانچہ محذور رابع کا جملہ اخیرہ اسی جانب مشیر ہے تب تو آپ چپکے ہی ہوجائین تو بہتر ہے مولانا تحقیق تشبیہ نبی لنبیکم کو تحذیر الناس مین دیکہہ ہی کر اعتراض کرنا تہا مگر افسوس آپ بہی مثل دیگر

متعصبین بے سوچے سمجھے اعتراض فرما بیٹھے اے حضرت منکرین اثر اور مقرین اثر دونوں اثر مذکور
سے مساوات کلی سمجھ بیٹھے جو لوگ مساوات کلی شش امثال کے مدعی ہوئے وہ بھی اس بہروسے
مدعی ہوئے اور سید الخلق وغیرہ الفاظ منصوصہ جو افضلیت کلی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت
کرتے ہیں خیال نفرمایا اور جو لوگ منکر ہوئے وہ لوگ بھی اسی بنا پر منکر ہوئے اور تغلیط آئمہ
حدیث اور تکذیب عبد اللہ ابن عباس بلکہ تکذیب سید الناس صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف
کیا یہ بات کوئی صاحب سمجھے کہ جیسے عکس آئینہ کو بہمہ وجوہ مشابہ اور مماثل ذی عکس سمجھتے ہیں
اسی طرح اگر خاتمان اراضی سافلہ کو عکس مشابہ سمجھیں گے تو کلام میں کچھ تجوز نہ آجائیگا کسی قسم کے
تحریف معنوی یا لفظی نہونے پائیگی بلکہ معنی لفظی مطابقی جوں کے توں بنے رہیں گے ادہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ہونا اور اوروں کا عکس اور ظل ہونا ثابت ہوجائیگا جس سے
افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روشن ہوجائیگی اور خلافت مشار الیہا فی آیۃ واذ قال ربک
للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شیون خداوندی میں مسلم ہوجائیگی بایں وجہ کہ خلیفہ
اور نائب میں وہ بات ہونی چاہئے کہ جو مستخلف و منیب میں ہو خلافت خداوندی کو لازم ہے کہ کمالات خداوندی حصہ رسد بقدر
خلافت خلیفہ میں ہوں سو اور خلفاء خداوندی میں مثل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اگر اور
شیون اور کمالات تھے تو شان بیدہ الخیر جسکو تعبیر اور تفصیل کیجیے اور تحریف نہ کیجیے تو یہی
شان فاصلہ وساطت عروضی ہے کسی میں پوری نہ آئی البتہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو
عنایت ہوئے اور اگر بالفرض والتقدیر بیدہ الخیر کسی اور ہی جانب مشیر ہو تب مرتبہ
اسی کی تعبیر اور تفسیر ہے اور یہ بھی نہ سہی اور کیوں ہوگی اب تو قاسم نے بھی کہدی اوروں ہی کی
کہی نہ ہی لیکن اسکو کیا کیجیے کہ شان وساطت خداوند خلاق کے لئے آپ کے نزدیک بھی مسلم ہے
سو مظہر تام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اگر اسکی مظہر نہوئی تو اور کون ہوگا اور خلیفہ

اکمل کون حضرت افضل المخلوقات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ مین بہی کمال اگر نہوگا تو پہر کس مین یہ
کمال ہوگا بہرحال اس شان کی خلافت کسی اور کو نہ ملی اس باب مین خلافت عطا ہوئی تو آپ ہی کو
عطا ہوئی سوا اوسکی یہی صورۃ ہے کہ انبیاء کا آپ کی نسبت مستفید ہونا تو جملہ خاتم النبیین سے ثابت ہے
اور امت کا مستفید ہونا النبی اولی بالمومنین سے ظاہر ہوتا ہے اور سوا اس امت کے اور امتون کا
بواسطہ اور انبیاء کے مستفید ہونا ثابت ہوتا ہے غرض جہان جہان مادۂ ایمانی ہے اوسیہی مین ہے
ورنہ کفار کے حق مین تکلیف ایمان اسی طرح منجملہ تکالیف مالا یطاق ہو جاتی جیسے باصرہ کو تکلیف
استماع اور سامعہ کو تکلیف ابصار وہان وہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے بالجملہ
اس شان مین بہی آپ خلیفہ خداوندی ہین اتنا فرق ہے کہ ذات خداوندی پر سوا وجود
اور کسی ماہیت کا اطلاق نہین کر سکتے اسلئے افاضہ ذات خداوندی محض وجودی ہوگا اور
جہان جہان وجود کا اطلاق درست ہوگا وہان وہان افاضہ مذکور کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہوگا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود خاص اور ماہیتہ خاص رکہتے ہین اسلئے آپکا افاضہ
اوسی حد مین محدود رہیگا بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے افضلیت مطلقہ جسکی تقریر سے
اوپر فارغ ہو چکا ہون ثابت اور موجہ ہو جاویگی اور خلافت تامہ اس صورۃ مین درست ہو جاویگی
کلام اللہ پر ایمان رہیگا حدیث کی تکذیب نہوگی غرض لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دونون
بنے رہین گے سو اسمین ایسی کونسی گناہ کی بات ہے جو اس شد و مد سے انکار ہے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ مطلقہ اور خلافت تامہ خوش نہین آتی اور اگر تشبیہ فی النسبتہ مراد ہے
اور یون کہئے کہ جو نسبت ہمارے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہان کے اور انبیاء علیہم السلام سے ہے
وہی نسبت فرد اکمل کو وہان کے انبیاء باقیہ کے ساتہ تب بہی کوئی تجوز نہین کوئی تحذیر نہین مگر
اس سے ثبوت مساوات کیونکر لازم آیا جو مدعیان محبت و معتقدان یکتائی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بہ انکار ہے اور مدعیان مساوات کلی شش امثال کو یہ اضطراب ایک لاکہہ کو دو لاکہہ کے ساتہ
وہی نسبت ہی جو دس کو بیس کے ساتہ لیکن لاکہہ اور دس اور دو لاکہہ اور بیس مساوی نہین
چونکہ اس بحث کو رسالہ تحذیر مین لکہہ چکا ہون تکرار بیفائدہ سے کچہ فائدہ نہین ہان یہ بات قابل
گذارش ہے کہ اخبار مشابہ کسی نہ کسی مدرک یا حاسہ کے احساس کے بہروسے ہوا کرتا ہے سو اگر
کسی حاسہ سے ایک شی دوسری شے کے مماثل نظر آئے تو جو امتیاز اس [illegible]
فرق جو اور مدرکات سے معلوم ہوتا ہے قادح تشبیہ نہوگا ورنہ جہان [illegible] کوئی تشبیہ صحیح نہوا کرتی
نہ کوئی فرق تو ضرور ہے ورنہ اثنینیت جو تشبیہ اور تشابہ کو لازم ہے مبدل بوحدت حقیقی ہوجاتی
والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور اس صورۃ مین جو تشبیہ کسی [illegible] کے اعتماد پر ہو اور اسی حاسہ سے فرق
محسوس ہوتا ہو تو وہ تشبیہ غلط اور وہ تشابہ غیر صحیح ہوگا مثلاً عکس آئینہ مستقیم کا مشابہ اصل ذی عکس
ہونا آنکہہ سے معلوم ہوتا ہے اسلئے تشبیہ بہی عکس کی ذی عکس کے ساتہ صحیح ہے اور فرق اصلیت
اور ظلیت جو فیما بین یکدیگر ہے اس تشبیہ کی صحت مین قادح نہین کیونکہ یہ فرق آنکہون سے معلوم نہین
ہوتا البتہ عقل بوسیلہ مدرکات بصری اس مضمون کا انتزاع کر لیتی ہے اور تشبیہ کسیکی عکس کی
کسی کے ساتہ یا کسی کے عکس کی اسی کے ساتہ درصورتیکہ عکس متناسب اصل نہو جیسے آئینہ
غیر مستقیم مین ہوتا ہے کہ عکس مین کبہی بہ نسبت اصل کے لمبائی اور کبہی چوڑائی معلوم ہوتی ہے
غلط اور غیر صحیح ہوگی کیونکہ یہ فرق خاص اسی حاسہ سے معلوم ہوتا ہے جس سے اصل اور ظل محسوس
ہوتے ہین اس صورۃ مین جس دیدۂ بصیرت سے اصل نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ اور ظل نبوۃ مذکور محسوس
ہوتے ہین اگر اوسی سے تشابہ بہی معلوم ہوگا تو تشبیہ بہی صحیح ہو جائیگی اگرچہ باہم فرق اصلیت
وظلیت ہو کیونکہ یہ فرق انتزاعیات عقل سے ہے اور اگر ادراک دیدۂ بصیرت مذکورہ مین باہم
متشابہ نہ معلوم ہون گے تو پہر یہ تشبیہ صحیح نہوگی بہرحال ثبوت خاتمیت مطلقہ بمعنی اتصاف ذاتی

حقیقی بمقتضاء تشبیہ نہیں گنجایش کلام مسامحات نظر سرسری سے ہے اوسکو منباء اعتراض بنانا اہل علم دقیق
سے بہت مستبعد ہے الغرض مقتضاء تشبیہ ہرگز یہ نہین کہ مشبہ بہی مثل مشبہ بہ موصوف بالذات ہو
فقط اتنی بات ضرور ہے کہ لفقشہ کمالات نبوۃ اصل وظل مطابق یکدیگر ہون اور دونون کا ایک ہی
تناسب ہو اصل جواب ضروری تو فقط اتنا ہی ہے باقی رہی آپکی تعریضات اور اشارات اُن کے
مکافات کے لئے بہت نہین تو تہوڑا ہی سا کچہ سن لیجے آپ خاتمیت زمانی کے نہوسکنے کی طرف
تین وجہ بتلاتے ہین ایک مخالفت سیاق دوسری مخالفت اثر ابن عباس تیسری عدم فضیلت واقعی
انہین سے دو وجہین تو اسی بات کو مقتضی ہین کہ فقط تاخر زمانی کو مدلول مطابقی خاتم النبیین تو
قرار نہین دیکئے اور یہی وجہ ہو کہ مخالفان تحذیر کو اب تک اسکا کچہ جواب نہین آیا اگر مخالفت سیاق نہین ہے تو
آپ ہی فرمائین کیونکر اتفاق سے پر شرط یہ ہے ایسا قصہ نہو جیسے کہا کرتے ہین بیاہ مین بسیج کا
لیکہا علی ہذا القیاس تاخر زمانی مین کچہ فضیلت نہین تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے اور تقدم
بالشرف اور تاخر بالشرف اور ہے تقدم وتاخر کے لئے یہ دونون نوعین جدی جدی ہین ایک کو
دوسرے سے کچہ علاقہ نہین البتہ خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ
آپ ہی فرمائین کہ تاخر زمانی مین بالذات کیا فضیلت ہے ہان اور مقدمات کو ملا کر اس سے کچہ نتیجہ
نکالین تو ہوسکتا ہے پر وہ مقدمہ منضمہ اگر یہی مقدمہ مفروضہ احقر ہے تب تو جہان سے بہاگے تہے
وہان ہی آنا پڑا اور اگر کوئی مقدمہ اور ہے تو اول تو ہونا معلوم جب کسی کو سنائیگا جب اوسکی
حقیقت معلوم ہو جائیگی اور اگر ہوا بہی تو کلام اللہ مین تو انشاء اللہ نہوگا اور ظاہر ہے کہ مسئلہ افضلیت
عمدہ عقائد اسلام مین سے ہے ادہر کلام اللہ کی شان مین کلام اللہ ہی مین تبیانا لکل شیء
فرماتے ہین پہر جب یہی رکن اسلام کلام اللہ مین نہو تو تبیانا لکل شیء کہنے کے کیا معنی ہون گے
اسی لئے آپ سے اور نیز او رمعترضان تحذیر کی خدمت مین یہ التماس ہے کہ خاتمیت معروضہ احقر کو

نہ مانئے پر سب کے سب رل ملکر ہفتہ دو ہفتہ مہینے دو مہینے تین برس دو برس ہی مین اس مسئلہ کو
کلام اللہ سے ثابت کر دیجیے پر بطور پیش بندی اتنا معروض ہے کہ آیۃ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور آیۃ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا اور آیۃ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور رَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وغیرہ سے استدلال نفرمائین کیونکہ مضمون رحمۃ اس بات کا خواستگار نہین کہ
مرحومین سے مصداق رحمۃ افضل ہو علی ہذا القیاس مفہوم انذار اس بات کو مقتضی نہین منذر بکسر الذال
منذرین بفتح الذال سے افضل ہو علی ہذا القیاس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اول تو خصوصیت
محمدی پر دلالت نہین کرتا جو اس بیان کو اس باب مین تبیان کہہ سکین دوسری فضیلت جزئی
مین بھی یہ بات کہہ سکتے ہین تیسرے علی بعض نکرہ فی سیاق الاثبات ہے عموم افراد پر دلالت
نہین کرسکتا ہان سو قضیہ جزئیہ ہے سو جیسے افضلیۃ اس صورت مین ثابت ہوگی ویسی فضیلت تو
اورون کو بھی حاصل ہے ایسے ہی رفع بعضہم درجات سے نہ خصوصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ہوتی ہے نہ عموم درجات سو ان کے اور آیات سے بھی امید اثبات افضلیۃ نہ رکھیے گا
اور اگر کسی آیۃ مین سواء خاتم النبیین افضلیۃ کی طرف بوسیلۂ دلالت التزامی اشارہ بھی ہے تو
مجکو اتنی امید نہین کہ وہین سے اثبات مدعا مذکور کوئی صاحب ثابت کردین مگر آنکہ ع مردے از غیب
برون آید و کارے بکند۔ اور اگر بالفرض افضلیۃ مطلقہ ثابت بھی ہو تو پھر بھی ہمارا مطلب ہاتھہ سے نہین گیا
اسلئے کہ افضلیۃ مطلقہ خود اتصاف ذاتی کو مقتضی ہے سو اگر کوئی صاحب کسی قسم کی دلالت سے
عبارۃ النص ہو یا کچھ اور کسی قسم کی استدلال سے لمی ہو یا انی افضلیۃ مطلقہ کو ثابت کر بھی دین گے
تب بھی تسلیم اتصاف ذاتی سے چارہ نہوگا بلکہ بعض صورۃ مین تو وہی مضمون خاتم النبیین تھوڑی سی
ایچ پیچ سے نکل آئیگا اور بعض صورۃ مین بطور اقتضاء النص ماننا پڑیگا اور اس وجہ سے وہ اعتراضات
جو واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونے پر مبنی تھے سب دہرے پڑین گے باقی رہا مخالفۃ

ابن عباس کا قصہ سو اسکو وجہ صحۃ معنی مذکور اور غلطی معنی دیگر قرار دینا محض ایک بندش
بیجا یا مغالطۂ نازیبا ہے اسلئے کہ مین نے کہین لزوم مخالفت اثر ابن عباس کو وجہ صحۃ و علۃ غلطی
مذکورہ نہین لکھا بلکہ یہ تو لکھا ہے کہ درصورۃ ارادۂ تاخر زمانی بھی اثر مذکور مخالف خاتم النبیین
نہین اور وجہ اسکی گو تحذیر مین نہین لکھی پر یہان لکھتا ہون جملہ اسمیہ ثبوت محمول متحد موضوع
کے لئے اگرچہ زمانہ کا خواستگار ہے پر زمانہ خاص پر مثل جملہ فعلیہ دلالت نہین کرتا
ضرب زید مین امس کہنا درست اور غدا کہنا درست نہین یا یضرب زید مین غدا کہنا درست
امس کہنا درست نہین ایسے ہی زید ضارب مین بھی یہی بات ہوتی اور امس اور الیوم او غدا
قیدون کا لگا دینا درست نہوتا سو جملہ ہی لکنیکم جملہ اسمیہ ہے وہ بذات خود زمانہ حال کا
نہین ورنہ جملہ آدم کا و کلم الخ ہی تغلیط کے لئے مخالفون کو کافی تہا اس صورۃ مین
خواتم اراضی سافلہ نیچے سے لیکر اوپر تک ایک دوسرے سے اس طرح سے آگے
زمین ہفتم کا خاتم سب مین اول ہوا اوسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد اوسکے اوپر کا خاتم اوسکے بعد
اور ہمارے خاتم سب کے بعد ہین اور اونکی خاتمیۃ اضافی ہوا اور آپکی مطلق اتنا فرق ہے
فقط اسی طبقہ کا آخر نبی ہوا اور خاتم طبقہ ششم اپنی طبقہ کا ہی خاتم ہوا اور طبقہ ہفتم کا ہی خاتم ہو
علی ہذا القیاس اور اونکو سمجھئے اور آپ جانتے ہین کہ اسمین کچھ خرابی نہین اور مین نے شروع بحث خاتم
مین بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے یعنی صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ
تقریر ہے جس سے خاتمیۃ زمانی بھی منجملہ مدلولات مطابقی ہو جائے پس آپ فرماتے ہین کہ قاسم کے نزدیک
خاتم بمعنی اسکے تو ہو ہی نہین سکتا کہ سب انبیاء سے آخر ہو مولانا غور نکرنیکا کچھ علاج نہین اگر تقریر
مشار الیہا پر غور فرمایا تہا تو سطر ہفتم و ہشتم صفحہ نہم ہی کو ملاحظہ فرما لینا تہا اس عبارت کو
نقل کئے دیتا ہون اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لیجئے تو پہر دونو

طرح کا

ختم ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہی نہ زمانی انتہی
اسکے بعد پہر وہ تقریر مشار الیہ ہی باقی ہے ارشاد کہ آیۃ چاہتی ہے کہ سب انبیاء کا ایک خاتم ہو اور حدیث
چاہتی ہے کہ متعدد اور اس وجہ سے آپ آیۃ اور اثر مذکور کو مخالف یکدیگر سمجھتے ہین بعد تقریر مذکورہ بالا
قابل سماعت نہین کیونکہ حدیث مذکور مین اصلیت اور ظلیت کی طرف اشارہ ہو ہی نہین سکتا البتہ
تطابق تحتانی کو اگر مدلول مطابقی کہئے تو بجا ہے لیکن اس سے وحدۃ خاتم حقیقی مین کچھ
رخنہ ہرگز پڑ نہین سکتا آگے آپ یہ ارشاد فرماتے ہین کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہی واقعی
حدیث مین لفظ خاتم نہین لیکن آپکو بہت دیر کے بعد یہ بات یاد آئی اگر یہی تہا تو محذور رابع کے
آخر مین یہ ارشاد کسلئے تہا کہ اگر موصوف بالذات نہین تو خاتم نہوئے پس اثر ابن عباس سے انکار
لازم آیا اسمین پڑی کیا گنجلک موجود ہے اسلئے کہ جب تشبیہ معلوم خاتمیت پر دلالت ہی نہین کرتی تو
انکار بہی لازم نہین آتا اور اگر دلالت خاتمیت منجملہ مسلمات اثر تہی تو یہ ارشاد تہا تو مین نے فرمایا
کہان یہ عرض کیا ہے کہ خاتمیت حقیقی اس سے ثابت ہوتی ہے ہان یون کہئے تناسب مین تطابق
اس تشبیہ سے سمجہا جاتا ہے اسلئے مفسرین اثر مین سے اکثر معتقد مساوات کلی شخصی امثال ہوگئے اور
منکرین اثر اسی وجہ سے منکر ہوئے کیونکہ بصورۃ تطابق ظاہر بینون کو سوا تماثلت کلی اور کوئی احتمال
نہین سوجہتا اگر اس دلالت کے بہروسے محذور رابع مین وہ ارشاد تہا تو آپ یہ بات کیون بہول گئے
جو یون فرماتے ہین کہ حدیث مین لفظ خاتم کہان آیا ہی اور اگر آپ یہ فرمائین کہ تشبیہ سے اگر ثابت
ہوگی تو اسی قسم کی خاتمیت ثابت ہوگی جس قسم کی خاتمیت مشبہ بہ مین ہوگی یہ بات کہین تعبیر کہین
بیٹھی یعنی ایک جا خاتمیت مرتبی ہو ایک جا خاتمیت زمانی قرین عقل نہین بظاہر کلام موجہ ہی مگر جب آپکے
نزدیک اشتراک فی الجملہ تشبیہ کے لئے ہی کافی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین اس تشبیہ کے لئے شرکت
فی النبوۃ کافی تہی تو پہر خبستہ مطابقت بن پڑی تو بہتر ہے کیونکہ دربارۂ تشبیہ تفاوت عند الحاسۃ المدرکہ

مضر ہے اور اسی تقریر سے اس بات کا جواب بہی معلوم ہو گیا کہ شرکت فی النبوۃ ہی کافی ہے اور
عرق ریزی کی وجہ بہی معلوم ہو گئی اگرچہ نہ یہ ابہام فی الضمیر ہے اور نہ واقعی یہ وجہ عرق ریزی ہے
بلکہ عرق ریزی کی نوبت ہی بفضلہ تعالیٰ نہیں آئی کل دو ڈیڑہ دن میں جو کچہ آپ نے دیکہا لکہا ہے ہمارے
نزدیک وجہ شبہ وہی تطابق انقسام کمالات اور انقسام نسبت واقعہ فیما بین انبیاء زمین ہے اور
نسبت واقعہ فیما بین انبیاء ارضی دیگر ہے جس سے ایک جانب اتصاف ذاتی اور دوسری جانب
اتصاف عرضی ہی ہو تو کچہ خرابی لازم نہیں آتی اور باعث عرق ریزی فقط اندیشہ لزوم تکذیب
ابن عباس اور نیز اہانت محدثان والا مقام و دیگر متبوعان و مقلدین محدثین مذکورین ہی تہا بلکہ اگر
دیکہئے تو یہ تکذیب و توہین ہی نہیں ہے کیونکہ اثر مذکور بروے اتصاف بالعرض مرفوع ہے سو آپ ہی
فرمائیں کہ یہ عرق ریزی جو سراسر بجائے خود ہے اور بفضلہ تعالیٰ نتیجہ عرق ریزی بجمیع الوجوہ صحیح
عمل صالح ہے اگر نیت اچہی ہو یا تکذیب اثر اور تکذیب اور تکفیر محدثین و دیگر مقلدین نعوذ باللہ آپ
آپ یہ بہی ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتم بمعنی آخر عن جمیع الانبیاء لینا درست نہیں اس واسطے کہ ان
انبیاؤں کا ہونا بعد خاتم مطلق کے قاسم ممکن بتلاتا انتہی سبحان اللہ یہ تقریر بہی عجیب دلچسپ ہے
کوئی پوچہے اس دعویٰ کو اس دلیل سے کیا علاقہ مولانا صدق قضیہ کے لئے یہی ضرور نہیں کہ ضروریہ
ممتنع النقیض ہو قضایا ممکنہ اور فعلیہ بہی صحیح ہوا کرتے ہیں سو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین اگر ہو تو
اور ایک وجہ سے ہے بہی چنانچہ تقریرات تحذیر الناس پر شاہد ہیں تو قضیہ دائمہ ہو سکتا ہے قضیہ ضروریہ
ہونا اسکا ضرور نہیں جو آپ یوں فرماتے ہیں کہ اوروں کا امکان مخالف خاتمیت زمانی ہے بالجملہ فعلیہ
کچہ اور ہے اور امکان کچہ اور معارض خاتمیت زمانی فعلیت وجود انبیاء بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے
امکان انکا یا فعلیہ مطلقہ معارض نہیں مگر آپ نے فعلیت کی پچہر ساتہ اسلئے لگائی کہ حضور کے
اعتراضوں کے دیکہنے والے خواہ مخواہ قاسم ناکارہ سے بدگمان ہو جائیں امی حضرت بندہ درگاہ

اگر اور انبیاء کے فعلیۃ کو موجب فضلیۃ سمجھتا ہے تو کیا بیجا سمجھتا ہے افضلیۃ ایک امر اضافی ہی مقابل مین کوئی ہونا چاہیے پہر یہ فرمائے کہ فعلیۃ آخریۃ کی طرف مین نے کہان اشارہ کیا ہے خیر اسکے جواب مین بجز اسکے اور کیا کہون اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ پر خدا کرے وہ دن بہی نصیب ہو جو مجکو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہنے کی نوبت آئے یہ تقریرات زائدہ از اصل جواب فقط بغرض مکافات تہی ورنہ دربارۂ جواب ان تقریرون سے کچہ ضرورت نہ تہی اور اسی وجہ سے اکثر جملون کو چہوڑ بہی دیا ہے۔

شبہ سادس - اثر ابن عباس اگر مولانا کے نزدیک صحیح ہے مگر منقطع بانقطاع معنوی بہی ضرور ہے بسبب مخالفۃ کے آیۃ خاتم النبیین سے پس لازم ہے کہ اگر حنفی ہون تو اسپر عمل نفرماوین جیسے حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ پر باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفۃ عموم فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے حنفی عمل نہین کرتے اور منقطع بانقطاع معنوی سمجہتے ہین۔

جواب مولانا مین کیا اور میرا نزدیک کیا جو آپ دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والاتقام کا نام نہین آپ کو کیا دشواری ہے ہم لوگ تو دربارۂ مرتبہ شناسی حدیث محدثان والاتقام کے اُس سے زیادہ مقلد ہین کہ دربارۂ مسائل فقہیہ ائمۂ مجتہدین کے تقلید ہمارے ذمہ چاہیے کیونکہ وہان تو کچہ عقل و فہم کو دخل بہی ہے اور یہان نقل محض ہان آپ کو شاید اتباع محدثین منظور نہین اور وجہ اسکی معلوم نہین یا آپ کو خود سلیقہ مراتب شناسی حاصل ہے یا محدثان مذکور آپ کے نزدیک قابل اعتبار نہین اگر دوسری صورۃ ہے تو آپ جانیں ہم ہارے اور اگر اول ہے تو آپ ہی نے رواۃ اثر مذکور مین جرح کیا ہوتا اور ہی کچہ نہوتا تو اختلاف کی گنجایش تو ہو جاتی بہر حال یہ آپکا تحکم بیجا ہے کہ اس اثر پر بوجہ عدم صحتہ پیرایۂ تعریض مین طعن فرماتے ہین ہان یہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک طریق سے ضعیف ہو اور ایک طریق سے صحیح مگر طریق صحیح بہر حال موجب قبول و اتباع حدیث

ہوتا ہے سو جس طریق کی تصحیح اور تحسین بیہقی اور حاکم اور ذہبی اور ابن جریر اور ابن حجر نے کی فرماتے ہین
ہمکو اسکا ایسا ہی سمجھنا چاہیے آپ کو اختیار ہے ہر ایک شخص اپنے دل کا بادشاہ ہوتا ہے
باقی رہا آپکا یہ ارشاد کہ یہ اثر مخالف خاتم النبیین ہے اس وجہ سے بجا ہے کہ زبان کو آگے
آڑ نہین پہاڑ نہین ہر گفتار کا اختیار ہے ورنہ بعد استماع وجہ تطبیق قبل اعتراض جیسے ادعاے
مخالفت نازیبا ہے ایسے ہی علما کو ایسے اعتراضون کے بھروسے جنکا جواب معروض ہو چکا ایسی باتے
فرمانی ناروا ہے بالجملہ نہ اثر مخالف آیت ہے اور نہ اس وجہ سے منقطع بالانقطاع معنوی ادعاے انقطاع
بخیال مخالفت بناء فاسد علی الفاسد ہے جیسے اعتراضات گذشتہ باعث توہم مخالفت نبوی ہین
ایسے ہی جوابات معروضہ انشاء اللہ بشرط انصاف موجب رفع خلجان ہو جاوینگے اور آپ جو
یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر حنفی ہین تو اس حدیث پر عمل نفرماوین جیسے حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر
باوجود صحیح ہونے کے بوجہ مخالفت عموم فاقرؤا ما تیسر حنفی عمل نہین کرتے فقط قطع نظر اس سے کہ
یہان عمل کی کوئی بات ہی نہین فقط اس وجہ سے ارشاد فرماتے ہین کہ آپ کے نزدیک دونون
کلام اللہ اور حدیث صحیح مخالف یکدیگر ہین مگر کمترین کو نہ اثر معلوم مخالف خاتم النبیین معلوم ہوتا ہے
خواہ خاتمیت زمانی ہو چنانچہ آپ کو معلوم ہی ہوگا خواہ خاتمیت مرتبی اور نہ حدیث لا صلوٰۃ مخالف
فاقرؤا ما تیسر اور نہ حدیث مذکور مخالف اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا مگر کیا کیجے
نہ اتنی فرصت جو وجہ انطباق بیان کیجے نہ دربارۂ جواب اسکی ضرورۃ اگر ضرورۃ تھی تو وجوہ انطباق
اثر مذکور و خاتم النبیین کی ضرورۃ تھی سو اس سے بحمد اللہ فراغت ہو چکی اس صورت مین اگر بالفرض حدیث
لا صلوٰۃ اور عموم فاقرؤا ما تیسر مین مخالفت بھی ہو تو ہوا کرو لیکن یہ عرض کرنی ضرور ہے کہ بوجہ انقطاع
معنوی حدیث کو اگر ترک کرتے ہین تو حنفی ہی ترک کرتے ہین مگر بوجہ انطباق حدیث و کلام اللہ
یا بوجہ عدم مخالفت حدیث و کلام اللہ سب اہل ایمان و اسلام کے ذمہ حدیث کا تسلیم کرنا ضرور ہے

باقی مجکو آپ سے توجو اعتقاد ہے وہ خداہی کو معلوم ہے عام اہل اسلام کے ایمان بہی کچہ تردد نہین ہوتا جو یون کہون کہ اگر آپ مومن ہون تو ضرور ہے کہ اس اثر کو تسلیم فرمائین آپ نے اگر یہ کہلیا کہ اگر حنفی ہون الخ تو بلا سے ۔

محذور سابع جبکہ خاتم سلسلہ نبوۃ کا تعدد قاسم کے معنی مختار سے محال ہے اور اقرار بہی ہے کہ اگر کوئی نبی کسی طبقہ سما یا ارض مین قبل یا مع یا بعد آپ کے فرض کیا جاے تو وہ بہی موصوف بالعرض ہی ہوگا اسکا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہوگا کچہ فضیلت خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم مین نقصان نہ آئیگا بلکہ زیادہ ہوجائیگی پس معلوم ہوا کہ جیسے واجب تعالی موصوف بالذات اور اسکا نظیر ممتنع بالذات ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات ہین اور انکا نظیر ممتنع بالذات ہے الحمد کیا معجزہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مین آیا کہ منکر کو مقر کردیا من حیث لا یحتسب

ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند ۔

جواب ۔ مولانا سبحان اللہ آپکا قیاس تو باون تولہ پاؤ رتی ہی کا ہے لیکن اگر یہی قیاس ہے توہمکو اس بات کے کہنے کی گنجایش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولوی عبد العزیز صاحب کے نزدیک ممتنع النظیر ہین آپکا نظیر ممتنع بالذات سو ان کے نزدیک جیسے خدا کا نظیر ممتنع بالذات تہا ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر بہی ممتنع بالذات اس صورت مین جیسے خدا تعالی واجب بالذات تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی بالذات ہون گے مگر مشکل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب بالذات ہون گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی نظیر ہوجاینگا اور خدا تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور اس وجہ سے نہ وہ ممتنع النظیر رہین گے نہ یہ مولانا اگر خلل بے محل گفتگو کرنی نازیبا نہوتی یہ ہیچمدان انشاء اللہ یہ بات روشن کر کے دکہلادیتا کہ کسیکی نظیر ممتنع بالذات ہونے کو اسکا واجب الوجود ہونا ضرور ہے خیر یہ بات تو

ہوچکی مگراب دوسری بات سنئے اگریہی قیاس ہے توہمکواس بات کے کہنے کی بدرجۂ اولے
گنجایش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات ہین اسلئے آپکا نظیر بہی ممکن بالذات
ہوگا اسلئے کہ آپنے اپنے قیاس مین اول خداتعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ اشتراک
اتصاف ذاتی دربارۂ اتصاف ذاتی نظیر یکدیگر قرار دیا پہر بوسیلۂ تناظر مشارکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نظیر کو خدا کی نظیر پر قیاس کیا سو ہم اس سے تو قطع نظر کرتے ہین کہ یہ قیاس مساوات ہی
یا کچہ اور پہر یہ شکل کونسی ہے اور اوسکی شرائط ہین یا نہین لیکن یہ بات کہنی ضرور ہی کہ جب
دو متناظرین کی نظرین امتناع وامکان مین شریک ہون گے تو خود متناظرین بدرجۂ اولی امکان
وامتناع مین شریک یکدیگر ہون گے سبحان اللہ کیسی قدرت خدا کی ظاہر ہوئی کہ کیسے منکر خداوندی کو
مقر بنا دیا من حیث لا یحتسب ع مردی از غیب برون آید وکاری بکند ۔ مولانا پہر بہی ہماری
یہ گذارش ہے کہ اگر گفتگو مجمل نہوتی تو ہم اسکو بہی انشاء اللہ ثابت کردیتے کہ سوا خدا کی اور سب کا
نظیر وجوب وامتناع وامکان مین شریک اصل ہوتا ہے خیر یہ باتین تو ہوچکین مگراب قابل گذارش
یہ بات ہے کہ اتصاف ذاتی اور امتناع ذاتی مین بہی مثل وجود تشکیک ہے جس درجہ کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اتصاف ذاتی حاصل ہے اوسی درجہ امتناع ذاتی بہی آپکے نظیر کو حاصل
ہوگا حاصل سخن یہ ہے کہ خدا کا اتصاف ذاتی اس درجہ کو مطلق ہے کہ کسی طرح کی تقیید اوسکی گرد
نہین پہٹک سکتی اور ظاہر ہے کہ ممکنات کسی درجہ اطلاق مین کیون نہون پہر بہی اونکا اطلاق
اوس اطلاق کی برابر نہین ہوسکتا جو خداتعالی کو حاصل ہے سو جیسے خداتعالی کا اتصاف ذاتی
بمقابلہ جملہ کائنات ہے ایسی ہی تمام مواطن وجود مین جو بالیقین سب اوس موصوف بالذات تعالی شانہ
کے موصوف بالعرض ہی ہین اوسکا ثانی ہو نہین سکتا اسلئے کہ ایک نوع کے موصوف بالعرض کا
ایک ہی موصوف بالذات خاتم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ باعتبار وجود تمام کائنات نوع واحد ہین

ایک ہی وجود سب کو محیط ہے اور وہ بہی بوجہ عروض وجود مذکور دربارۂ وجود موصوف بالعرض
ہین اور یہ بہی ظاہر ہے کہ سلسلۂ وجود خدا پر ختم ہوجاتا ہے اسی لئے خدا تعالی کا ثانی تمام
مواطن وجود مین سے کہین نہین ہوسکتا اور نیز یون ہی کہہ سکتے ہین کہ خدا تعالی تمام مواطن
وجود کو محیط ہے اگر ثانی خدا ہو تو وہ اسیطرح تمام مواطن وجود کو محیط ہوگا اجتماع مثلین لازم آئیگا
جسکو اجتماع الضدین بلکہ اجتماع النقیضین لازم ہے کیونکہ ہر شئے اثبات کو مقتضی ہے کہ
اوسکے مبلغ احاطہ مین اور کوئی شئے نہو چنانچہ متخیرات اور احیاز کے دیکہنے سے یہ بات ظاہر ہے
اور نیز یہ بات ظاہر ہے کہ جیسے خداوند کریم نے ممکنات کو اپنے خزانۂ وجود مین سے ایک حصہ جو عنایت
کیا ہے اور اس وجہ سے تمام کمالات وجود لبقدر حصہ مذکور علی حسب القابلیت اونکین آگئے ہین السیطرح
سبحان وحدہ لاشریک ہونے کے خداوند کریم نے تمام کائنات کو لبقدر قابلیت واحاطۂ وجود عنایت
فرمائی ہے بالجملہ ہر چیز اس بات کو مقتضی ہے کہ اوسکے مبلغ احاطہ مین کوئی اور نہو اور اس وجہ سے
کہہ سکتے ہین کہ ہر شئے کے ماسوا کا عدم اوس شئے مین ماخوذ ہے اوسکے تصور مین بالاجمال ملحوظ
ورنہ تصادق متباینات محال نہوتا مگر جیسے نوع وجود مین خدا تعالی خاتم تہا اور باین نظر کہ نوع
وجود تمام افراد کائنات مین ساری ہے اور ہر مواطن وجود مین کوئی اوسکا ثانی نہین ہوسکتا
ایسے ہی نوع نبوت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہین اور سلسلہ موجود مین کوئی آپکا
ثانی نہین ہوسکتا اور جب یون لحاظ کیا جائے کہ نبوۃ بمعنی ما بہ النبوۃ ایک وجود خاص و مقید ہے
اور وجود خداوندی وجود مطلق تو بالضرور وجود خداوندی وجود خاص مذکور کو محیط ہوگا پہر جب
اس بات کو لحاظ کیا جائے کہ خاتم ایک اور وہ موصوفات جو اوسکے دربارۂ وصف ملتجی اور اوسکی
محتاج ہین متعدد تو مجموعہ خاتم (یعنی موصوف بالذات اور موصوف بالعرض بمنزل ایک مخروط کے
ہوگا پہر مخروط وجود کا انبساط مخروط نبوۃ کے انبساط سے زیادہ ہوگا اور اوسکا قاعدہ اوسکے

قاعدہ سے بڑا اس صورت مین اگرچہ بعد توہم اخراج ساقہای مخروط الی غیر النہایۃ لاتناہی قاعدہ
دونو جا متصور ہے اور بنائے لاتناہی افراد مقدرہ اسی بات پر ہے لیکن افراد مقدرہ کسی مخروط
معنوی کی نسبت ایسے ہون گے جیسے نقاط مفروضہ قاعدہ مخروط جسمانی سو جیسے جو نقطہ اوس
قاعدہ سے خارج کسی اور مخروط مقدر و مفروض پر اوس مخروط سے علاقہ نہین رکہتا اور اوسکو
نقاط مفروضہ یا موجودہ مین سے نہین سمجہا جاتا اور اس وجہ سے مخروط ثانی کے امکان یا وجود کا
انکار نہین کر سکتے اگر کرین تو کسی اور دلیل اور وجہ کے بہروسے سے کرین ایسے ہی وہ افراد جو کسی
اور مخروط معنوی مقدر کے سمجہے جاتے ہین اسکی افراد نہ کہلائین گے اور نہ اس وجہ سے انحصار
امکان فی مخروط الواحد اور امتناع مخروط دیگر ثابت ہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سنئے کہ
ہمنے اگر کہا ہے تو افراد مقدرہ معروضات نبوۃ ہی کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ سب آپ ہی سے مستفیض
ہون گے کسی خاتم مقدر کی نسبت یہ گذارش نہین کی ہان اگر خاتم مقدر کو بہی موطن مقابل زاویہ
راس مخروط نبوت یعنی نقطہ ذات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قاعدہ کی جانب
واقع فرض کرین جیسے خواتم اراضی سافلہ کی نسبت بہی خیال ہے تب وہ بہی اسی مخروط خارجی مین
داخل ہو جائیگا ورنہ زاویہ راس مخروط ثانی تجویز کرین تو پہر وہ نقطہ منجملہ نقاط مقدرہ قاعدہ مخروط
نہوگا جو اوسکو منجملہ انبیائے مضاف الیہ جملہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کرین اور امتناع
خاتم دیگر تسلیم کرین علی ہذا القیاس بذریعۂ احاطہ اگر تقریر امتناع تحریر کرین تو اوسکا ماحصل بہی
یہی ہوگا کہ موطن نبوۃ موجودہ فی الخارج مین دوسرا خاتم ممکن نہین اگر ممکن ہے معروض نبوۃ ممکن ہے
موطن نبوۃ ایک موطن خاص ہے اور موطن وجود اوس سے وسیع اور عام ہے اور یہ وسعت بہی
اتنی کچہ کہ کچہ نہایت ہی نہین کیونکہ غیر متناہی مین سے امثال متناہی الی غیر النہایۃ نکل سکتے ہین
اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق بجمیع الوجوہ مطلق ہے ورنہ موجودات عینیہ مین اوس سے بہی زیادہ کوئی

مطلق نکلیگا اور اس وجہ سے وجود کے لئے موجودات مین سے کوئی قسیم بننے گا باقی رہا عموم مفہوم
وشی یہ دونون منجملہ مفہومات انتزاعیہ ہین حقائق خارجیہ مین سے نہین اور بہر غور سے دیکھئے
تو وہ بہی ایک وجہ سے اقسام موجودات مین سے ہین ورنہ منجملہ معدومات ہونگے اور موجودات پر
انکا صادق آنا غلط ہوجائیگا رہا صدق علی المعلومات وہ صدق علی المعنون ہے نہین صدق علی العنوان
جسکے موجود ذہنی ہونے مین کچہ کلام نہین الغرض عنوان پر صادق آئی جیسے معدومات اور موجودات
دونون مین ہے یا فقط معنون پر جیسے موجودات پر ہوتا ہے وجہ صدق ذہنی موجودیۃ مفہوم وشی ہے
اسلئے کہ مفہوم وہ جس سے فہم متعلق ہوا اور اسپر واقع ہوا اور شے وہ جس سے مشیۃ متعلق ہوا اور
اسپر واقع ہوا اور تعلق ووقوع فہم اور مشیت جو بالیقین وجودی ہین اگر ممکن ہے تو موجودات ہی
سا تہ ممکن ہے ورنہ مفاد تعلق ووقوع جو بالیقین نسبۃ ایجابیہ ہے اور دونون طرف کی وجودی
ہونے کی خواستگار ہے ایک ہی وجودی سے متحقق ہوجائیگا اور تحقق نسبۃ کے لئے وجود
جانبین ضروری نہ رہیگا اور وقت عکس قضیہ مشار الیہا یعنی جس وقت مفہوم اور شی موضوع
ہوجائین قضیہ موجبہ بے وجود موضوع صادق آجائیگا اگر مفاد مفہوم وشی مفعول مطلق ہے فہم و مشیۃ کا
مفعول بہ نہین تب ہی یہی خرابی برسر رہیگی کیونکہ جب مفعول مقید وجودی ہے تو مفعول مطلق
ضرور ہی وجودی ہوگا دوسرے آپ غور فرمادین تو مفعول مطلق انتہاء مصداق مبدأ اشتقاق یعنی
منتہار وصف عارض علی المعروض ہوتا ہے کیونکہ مطابق نقشہ مفعول بہ اگر بنایا جاتا ہے تو وہی بنایا جاتا ہے
اور یہ نہوتا تو باد خال باء استعانۃ اوسکا نام مفعول بہ نہ رکہا جاتا سو جیسے مجر بہ کی ضمیر محمول
کی جانب راجع ہے ایسے ہی مفعول بہ مین بہ کی ضمیر مفعول بہ کی طرف راجع ہے جیسے وہان باء استعانۃ ہے
یہان بہی باء استعانۃ ہے البتہ مفعول خاص کی ضمیر مفعول مطلق کی طرف راجع ہے اور حاصل
[illegible] یہ ہوا کہ مفعول مطلق بنایا گیا ہے بوسیلہ مفعول بہ کے اور صورۃ اوسکی ایسی سمجہو جیسے [illegible] وقت

اشیاء باطن نور مین ظاہر اشیاء کی موافق ایک شکل پیدا ہو جاتی ہے پر ہر چہ باد ا باد مفعول انتہاء صفت عارض علی المعروض ہوتا ہے چنانچہ مثال نور سے یہ بات روشن ہے اسلئے کہ شکل مذکور پر بذیر کا انتہاء ہوتا ہے سو صفت عارضہ اگر وجودی ہے جیسے شیشہ ادر فہم تو مفعول مطلق بہی وجودی ہوگا بہر حال مفہوم ادشی کی موجود اور اقسام وجود ہونے مین کچہ تامل نہین اس صورتمین وجود تمام موجودات خارجیہ سے عام ہوگا اور اوسکے لئے کوئی تقیید او تحدید نہو سکیگی اور اس وجہ سے اوسکو لیئے لا متناہی جمیع الوجوہ کا تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور سوا اوسکے اور مفہومات مطلقہ اگر مطلق ہون گے تو بنسبت اپنی معروضات ہی کے مطلق ہون گے اور عموم بہی اونمین ہوگا تو بہ نسبت اپنی ماتحت ہی کے ہوگا بہ نسبت ما فوق پہر مقید اور خاص ہی کہنا پڑیگا اور تناہی کا اوسکی نسبت تسلیم کرنا ضرور ہوگا خواہ ایک دو جہت مین ہو یا جمیع جہات مین اور ظاہر ہے کہ غیر متناہی مین امثال متناہی غیر متناہی نکل سکتی ہین سو افراد مقدرہ مخروط نبوۃ موجودہ فی الخارج داخل احاطہ حکومت وفیض حضرت خاتم المرسلین ہین اور اس احاطہ مین ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا اسلئے ممکن نہین کہ اجتماع المثلین فی محل واحد لازم آئیگا مگر مخروطات مقدرۃ الوجود اوس احاطہ سے خارج ہین اور ہونگا اور یہ اس جو بالیقین خاتمیت مطلقہ مین ہمارے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہوگا اوس احاطہ مین داخل نہین اور مخروط نبوۃ یعنی ما بعد النبوۃ کا خارج مین موجود ہونا اور بعض افراد مقدرہ کا خارج مین موجود نہونا ایسا ہے جیسا زمین کرد آفتاب این ہیئۃ کذائی جسمین اشعہ مستطیلہ مثلثہ موجود ہین موجود ہونا اور یہ ارض وسماء و اشجار و در و دیوار جو محل وقوع نور آفتاب اور اشعہ مذکورہ ہوتے ہین نہوتے اس صورتمین ظاہر ہے کہ صحنہا مختلفہ اور روشندانون متعددہ کی روشنیان اور آئینہا مختلفہ کے انوار جواب موجود ہین اور باہم مختلف خارج مین ہرگز موجود نہوتے مگر جیسے یہ وہو ہین اور یہ روشنیان اور یہ انوار تو نور آفتاب عالمتاب کے

افراد مقدرہ مین سے ہوسکتے ہین اور اس احاطہ مین باوجود لقا ہیئۃ وکیفیۃ وکمیۃ نور بجنسہا دوسرے آفتاب کا ہونا ممکن نہین یعنی ان افراد عرضیہ کے لئے اور خاتم متصور نہین ایسے اور آفتاب اگر کہین اور فرض کرین تو وہ آفتاب منجملہ افراد مقدرۃ الوقوع فی احاطۃ ہذہ الشمس نہوگا اور نہ اوسکے احاطہ کے افراد خارجیہ یا مقدرہ اس آفتاب کے افراد مقدرہ مین سے شمار کئے جائین گے بالجملہ افراد مقدرہ کے لئے مادہ تقدیر کا اسیطرح موجود ہونا ضرور ہے جیسے دہوپون کے افراد اور روشندانون کی روشنیون اور آئینون کی انوار مقدرہ کے لئے نور مطلق آفتاب کا وجود سو جیسے آفتاب یا اوسکو خاتم الانوار اور روشنیون اور دہوپون کا خاتم بطور احقر جب ہی کہہ سکتے ہین جبکہ نور مطلق اوسکو لازم ہو اور نور آئینہ اوسمین موجود ہو ایسے ہی خاتم النبیین کسیکو بطور مذکور جب ہی کہہ سکتے ہین کہ مادہ تقدیر یعنی مادہ نبوۃ موجود ہو سو اوسی کے احاطہ کے افراد مقدرہ کو منجملہ افراد مقدرۃ النبیین مضاف الیہ خاتم کہہ سکتے ہین مگر جیسے خود خاتم کو منجملہ افراد مضاف الیہ نہین کہہ سکتے اوسکے نظیر کو بھی منجملہ افراد مقدرۃ النبیین کہنا غلط ہے کیونکہ جیسے وہ داخل احاطہ مادہ تقدیر نہین ایسے ہی یہ بھی داخل نہین اب دیکھئے قول احقر بھی جون کا تون بنا رہا اور امکان نظیر بھی ہاتھہ سے نہ گیا الغرض موصوف بالذات بالنبوۃ کی وحدۃ اور امتناع تعدد بہ نسبت اپنی افراد مقدرہ فی المقابل کے معارض امکان ذاتی نظیر موصوف بالذات نہین بالجملہ اتصاف ذاتی اول درجہ کا تو منحصر ذات بابرکات جناب قاضی الحاجات خالق کائنات ہی مین ہے اسلئے کہ اوس احاطہ کے سوا کوئی احاطہ ہی نہین اور دوسرے درجہ کا اتصاف ذاتی حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہان اگر آپ اپنی ذات وصفات وکمالات مین محتاج خالق کائنات نہوتے بلکہ بذات خود مستقل اور مستغنی عن الغیر ہوتے تو آپکا اتصاف ذاتی ہی کامل درجہ کا ذاتی ہوتا اور کوئی احاطہ آپ کے احاطہ کے سوا نہوتا اور اس وجہ سے آپکا نظیر ہر طرح سے

ممتنع بالذات ہوتا مگر چونکہ آپکا احاطہ اتنا وسیع نہین کہ تمام کائنات کو محیط ہو تو احاطۂ خداوندی مین
ایسی ایسی احاطہ سیکڑون نکل سکتی ہین اسلئے آپ کے نظیر کا امتناع منحصر اوسی آپ کے احاطہ مین رہیگا
جسکو احاطہ بوجہ موجودہ کہئیے اور جسکی طرف بالاتم لفظ خاتم النبیین اشارہ فرمایا ہی اور سوا
اوس احاطہ کے اور مواطن مین آپکا نظیر ممکن ہوگا حاصل کلام یہ ہی کہ داخل شخص اکبر جو احاطہ بوجہ ہے
اور اوس احاطہ سے زیادہ کم کرنا اوسکی نسبت ایسا ہے جیسے وجود انسانی کی نسبت ایک ناک سر
زیادہ کم کر دینا اوس احاطہ مین تو آپکا ثانی ممتنع ہے اور خارج از احاطہ مذکورہ ممکن سو ایسا امتناع
وہ امتناع بالغیر ہوتا ہے جسکو امکان ذاتی لازم ہے اب یون کہو اور مخلوقات کی نسبت آپ مستغنی
او مستقل ہین اور بہ نسبت خالق کائنات محتاج او ملتجی تو آپ من وجہ مستغنی اور من وجہ محتاج من وجہ
موصوف بالذات من وجہ معروض اور موصوف بالعرض جو نسبت کہ افراد انبیاء موجودہ او مقدرہ کو خاتم
ہون یا غیر خاتم آپ کے ساتھ ہی وہی نسبت آپکو بلکہ اوس سے زیادہ خدا تعالی کے ساتھ ہی جب کہ
مقابل کی افراد مقدرہ یعنی آپ سے مستفید او آپ کے معروض ہین غیر متناہی ہو سکتی ہین تو آپکی
افراد مماثلہ جو خدا سے مستفید او مثل آپکی فقط محتاج الی اللہ ہون گے کیونکہ غیر متناہی نہ ممکن ہونگے
ہان آپکی نزدیک اگر درگاہ محمدی درگاہ خداوندی سے عظیم الشان ہی تو البتہ پھر ہمکو اس باب مین
تو گفت شنود کی گنجایش نہ رہیگی اور اگر رہیگی بھی تو فقط یہ کہ ممکن ہی کہ آپکی افراد مماثل محدود اور
متناہی ہی ممکن ہون غیر متناہی نہ سہی لیکن دربارہ عظمۃ و رفعۃ البتہ قیل وقال رہیگی الحاصل
عالم اسباب مین جنکو موصوف بالذات کہتے ہین اون سب مین عالی مرتبہ آپ ہین پر خدا کی سامنی
آپ بھی اور نیز اور موصوف بالذات منجملہ معروضات او موصوفات بالعرض ہین والعاقل تکفیہ الاشارۃ
محذور ثالث — معلوم ہے کہ تفسیر بالرای مین کیا شدید حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے
باوجود اسکے خاتم النبیین کی تفسیر ایسی کی کہ کوئی بھی اوسکا موافق او مؤید علماء امت سے نہین

طرفہ یہ ہے کہ مخالفت جمہور کی بہی کی اور مطلب بہی ثابت نہوا۔

جواب مولانا یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرای پر وعید شدید ہی اور یہ بہی معلوم ہی کہ تفسیر بالرائے اسے نہین کہتے جسکو آپ تفسیر بالرای سمجہتے ہین اور نیز یہ بہی معلوم ہی کہ اور علما بہی درباره اثر الصاف ذاتی ہمارے موافق ہین اور نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اور کوئی یہ تفسیر نہ لکھے تب بھی مخالفہ جمہور نہین اور پہر باینہمہ اہل فہم و انصاف کے نزدیک ہمارا مطلب اسیطرح ثابت ہی کہ اوسمین ہرگز گنجایش تردد و تامل نہین مولانا اگر یہی تفسیر بالرای ہی تو بالضرور آپ مفسرین کبار کوبہی داخل وعید مذکور سمجہتے ہونگے کیونکہ ایک ایک آیہ مین اقوال متعددہ موجود سب تو مرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی نہین سکتے اگر ہوگا تو ان اقوال متخالفہ مین سے کوئی ایک ہی مرفوع ہوگا باقی سب منجملہ تفسیر بالرائے ہون گے سو یہ آپکی تکفیر کا چہینٹا فقط اسی گنہگار پر نہ پڑیگا بڑے بڑے اکابر تک یہ بوچہار جائیگی سو ہم تو یون ہی سمجہکر چپ ہورہین گے کہ ہم کیا اور ہمارا ایمان کیا ایسے ایمان کو ننگ کفر کہئے تو بجا ہے پر اکابر دین کو آپ کیا منہ دکہلائین گے اور اگر یون کہیے کہ تمام اقوال مفسرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی ہین پر ایک صحیح باقی موضوع تو بوجہ تمیز نہونے صحیح و موضوع کے صحیح کی طرف بہی بوجہ قلت گمان وضعی ہی رہیگا اور اعتبار تفاسیر بالکل جاتا رہیگا مولانا مینے تو پہلے ہی اس اندیشہ سی کہ ابناء روزگار اس تفسیر کو منجملہ تفسیر بالرای سمجہین گے تفسیر بالرائی کی تفسیر بہی آخر تحذیر مین لکہدی تہی پر آپ ملاحظہ نفرمائین تو میرا کیا قصور اور اگر باوجود ملاحظہ عرض مذکور یہ عتاب ہے تو قبل اسکے کہ آپ اوس عرض پر ردو قدح کرین نہ آپ کو اعتراض مناسب تہا نہ مجکو جواب ضرور آپ فرماتے ہین کہ جمہور کی مخالفۃ کی یہ بات کوئی او نیم ملا کہتا تو بجا تہا آپکی کہنے کی یہ بات نہ تہی اگر فقط نئے مضامین کا نکالنا مخالفۃ جمہور ہی تو مین کیا تمام مفسرین کی جانب یہ الزام عائد ہوگا ایسا کونسا مفسر ہے جسنے کوئی نکوئی نئی بات نہین کہی اور کوئی نہ کوئی نکتہ نہین نکالا

اور اگر مخالفۃ جمہور اسکا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائین تو
آپ ہی فرمائین تاخر زمانی اور خاتمیۃ عصر نبوۃ کو مین نے کب باطل کیا اور کہان باطل کیا مولانا
مین نے خاتم کے وہی معنے رکھے جو اہل لغۃ سے منقول ہین اہل زبان مین مشہور کیونکہ تقدم و تاخر
مثل حیوان انواع مختلفہ پر بطور حقیقۃ بولا جاتا ہے ہان تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی مین
منحصر ہوتا تو ہر صورۃ ارادہ خاتمیۃ ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہو جاتے پہر اوسکو آپ تفسیر بالرای
کہتے تو بجا تہا علی ہذا القیاس نبیین کے معنو مین بہی مین نے تصرف نہین کیا تہبر خاتمیۃ مرتبی کے لئے کلام اللہ
و حدیث مین سے متعدد شواہد نقل کئے اس صورت مین اگر آپکو کہنا تہا تو تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث
کہنا تہا تفسیر بالرای نفرمانا تہا اور اگر آپکے نزدیک تفسیر بالقرآن ہی منجملہ تفسیر بالرای ہے تو آپ کوئی
تعریف تفسیر اصلی بیان فرمائیے مولانا خاتمیۃ زمانی سے کے مین نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہین کی
مگر ہان آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکہتے ہی نہین تو مین کیا کرون اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول
نہین ہوتا بلکہ اوسکا مصدق اور موید ہوتا ہے اورون نے فقط خاتمیۃ زمانی اگر بیان کی تہی تو مین نے
اوسکی علۃ یعنی خاتمیۃ مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی مین اقتضاء خاتمیۃ مرتبی کا بہ نسبت خاتمیۃ زمانی
ذکر کر دیا ہے تو اس صورت مین ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور اگر خاتم کو مطلق رکہئے تو پہر خاتمیۃ
مرتبی اور خاتمیۃ زمانی اور خاتمیۃ مکانی تینون اس ہی اسیطرح ثابت ہو جائینگی جیسی طرح آیۃ
انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان مین لفظ رجس سے نجاستہ معنوی
اور نجاستہ ظاہری دونون ثابت ہوتی ہین اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ خمر نجس العین بنجاستہ ظاہرہ ہے اور میسر اور انصاب و ازلام اگر نجس ہین تو اونکی نجاستہ
ظاہری نجاستہ نہین بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمر مخالف و معارض قیام زید نہین بلکہ معہ شئی
زائد اوسکی تصدیق ہے ایسی ہی اس صورت مین میری تفسیر معہ شئی زائد مصدق تفسیر مفسران

گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور معارض اور اگر عرض احقر مخالف جمہور ہے تو تمام بطون آیات ظہور آیات کے معارض ہون گے اور حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن ایک افسانہ غلط ہوگا یا یہ ارشاد کہ مطلب بہی ثابت نہو فقط آپ اپنے اعتراضون کے بہروسے یہ ارشاد فرماتے ہین ہم جوابون کو دیکہکر انشاء اللہ پہر ہرگز نفرمائین گے ہان خدانخواستہ آپ سا منصف حلیم الطبع سلیم الطبع اگر تعصب پر آئے تو پہر میرا جواب دینا محض لغو اور آپکے اعتراض سب بجا ہو جائین گے۔

قولہ ورتاسع تحقیق صاحب انسان کامل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی طبقہ مین طبقات سافلہ سے انسان کا نشان نہین وہ لکہتے ہین کہ دوسرے طبقہ مین مومنین جن آباد ہین تیسرے مین مشرکین جن چوتہے مین شیاطین پانچوین مین عفاریت چہٹے مین مردہ ساتوین مین عقاریب وحیات نمونہ عذاب جہنم۔

جواب۔ مولانا اگر تحقیق صاحب انسان کامل سے ترتیب کیفیۃ آبادی طبقات سافلہ بطور مرقوم فی المذکور معلوم ہوتی ہے تو حضرت ابن عباس حبر امتہ کی تحقیق سے وہ کیفیۃ معلوم ہوتی ہے جو اثر مذکور مین مذکور ہے پہر اثر مذکور کو محدثان ذو الاحترام صحیح الاسناد کہتے ہین اور صحیح الاسناد ہونا کسی حدیث کا بعد اسکے کہ کسی حدیث قوی کی یا نص جلی کے معارض نہو بلکہ نصوص قطعیہ اوسکی موید ہون موجب صحۃ متن ہوتا ہے سو یہ لاجرم تو معلوم ہی ہو چکی رہی موافقت تفسیر آیۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ کو جو رسالہ تحذیر مین مرقوم ہے بنظر انصاف دیکہئے اور پہر فرمائیے کہ نہین لیکن جیسے اس حدیث کی تصحیح محدثین سے ثابت ہے مضامین انسان کامل کا مرفوع ہونا اور پہر اونکی تصحیح محدثین سے منقول نہین پہر با اینہمہ حسب مزعوم جناب مخالف اثر مذکور جو بالیقین اوس سے قوی اب آپ ہی انصاف سے فرمائین کہ بعد اس مخالفۃ کے قول صاحب انسان کامل قابل قبول رہا یا نہ رہا دوسرے آپ دعوی تو یہ کرتے ہین کہ کسی طبقہ مین طبقات سافلہ مین سے انسان کا نشان نہین اور پہر دلیل ایسی پیش کرتے ہین کہ جس سے اور انواع کا طبقات سافلہ مین

وجود معلوم ہوتا ہی انسان کی نفی نہین نکلتی ورنہ یہی قاعدہ ہے تو اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء اور نحن ورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا اور ولنسکننکم الارض من بعدہم وغیرہ آیات سب اس بات پر دلالت کرینگی کہ زمین مین سواء بنی آدم اور کوئی نوع نہین اور چونکہ بالبداہتہ اور انواع خارج از حد شمار اس زمین مین موجود ہین تو نعوذ باللہ کذب کلام ربانی لازم آئیگا مولانا آپ نے انسان کامل مین یہ بہی تو دیکہا ہوتا کہ اس مین کے نسبت کیا لکہا ہے مولانا وہ کیسی بات ہو کہ احادیث اور اقوال بزرگان دین باہم موافق ہین آپکی نظر تلاش تعارض ہی مین کیون مصروف ہے ۔

تحذیر عاشر خاتمیۃ زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجمع علیہ علماء امتہ ہی جسکی ضرورۃ سی قاسم کہتا ہی کہ یہ خاتمیۃ یون بن سکتی ہے کہ ان چہ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سی سمجہا جاوے مگر یہ کیا کہ ایسے ہی سمجہنا چاہئے تاکہ امکان نظیر ثابت ہو جائے تاکہ فعلیتہ کی دعوی کی گنجایش ہی ہوسکے کہ اگر کوئی مخالف اجماع پر کمر باندہے تو کہوسے کہ چہ اور بعد کو موجود ہو گئے ہین اثر ابن عباس ثابت اور قاسم سا عالم اوسکا مثبت ۔

جواب - مولانا معلوم نہین یہ اعتراض ہے یا عتاب ہی اعتراض کی تو کوئی بات اسمین سی نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ غضب ہی نکلا مولانا خاتمیۃ زمانی اپنا دین ایمان ہی ناحق کی تہمۃ کا البتہ کچہ علاج نہین سو اگر ایسی باتین جائز ہون تو ہماری منہ مین بہی زبان ہے اس تہمۃ کے جواب مین ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملۃ پر ہزار تہمتین لگا سکتے ہین اور تہمتونکا کیا ذکر ہے اگر ہم یون کہین کہ آپکی کلام سی بوے انکار افضلیۃ آتی ہے تو بروی انصاف غلط نہین مگر کیا کیجے آیۃ لئن بسطت الی یدک یاد ہے مولانا کچہ انصاف بہی چاہئے اگر کوئی شخص یہ پوچہ بیٹہے کہ انعقاد اجماع کے لئے احتمال وجود انبیاء بعد خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہے تاکہ اجماع سے اوس احتمال کا بطلان ہو جاے

مگر احتمال مذکور بعد تعین وجود بنی آدم ہے سو اس زمین مین تو وجود آدم و بنی آدم مسلم پر اور
زمینوں مین تو بنی آدم کا ہونا ہی مسلم نہین جو اونکی نسبت بہی آپکی خاتمیت زمانی پر اجماع ہوا ہو تو ایسے
شخص کے جواب مین ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ وجود نوع انسان طبقات سافلہ مین احادیث سے
ثابت ہے وقت انعقاد اجماع اہل اجماع کے تمام طبقات کے نوع انسانی پر نظر تھی پر آپ کیا جواب
دین گے آپ تو فرماتے ہین کہ طبقات سافلہ مین انسان کا نشان نہین اس صورۃ مین بجز اسکے اور
کیا کہیے گا کہ افراد مقدرۃ الوقوع کی نسبت بہی آپکی خاتمیت پر اجماع منعقد ہو لیا ہی لیکن آپ عنایت فرما کر
اوس کتاب کو ہمین بہی تو دکہلائین جسمین افراد مقدرۃ الوقوع اور انواع انسانی مقدرۃ الوقوع کا بہی ذکر ہی
مولانا کچہ تو خیال فرمائے درصورۃ ارادہ تاخر زمانی جملہ خاتم النبیین قضیہ خارجیہ نہوگا نہ مقدرہ اسلیے کہ
منجملہ افراد مقدرہ وہ افراد بہی ہین جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہون لو کان بعدی نبی
لکان عمر علی ہذا القیاس حضرت ابراہیم فرزند دلبند سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کچہ اسی قسم کا
ارشاد ہی پہر معلوم نہین ان افراد کی نسبت تاخر زمانی کیونکر ہی گا اور اہل اجماع نے کیا سمجہا اجماع کیا
اور اسی بہی جانے دیجیے آپ خاتمیت مرتبی کو مانتے ہی نہین خاتمیت زمانی ہی کو آپ تسلیم فرماتے ہین خیر
اگرچہ اسمین در پردہ انکار افضلیت تامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہی لیکن خاتمیت زمانی کو بہی آپ
اتنا عام نہین کر سکتے جتنا ہمنے خاتمیت مرتبی کو عام کر دیا تہا وجہ اوسکی یہ ہی کہ حجیت اجماع بہر حال حجیت
قرآن شریف سے کم ہے اسلیے قرآن شریف کا عام اجماع کے عام سے اثبات عموم مین زیادہ نہوگا تو
کم بہی نہوگا قرآن شریف مین موجود ہے الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم
فاخشوہم اور ظاہر ہے کہ یہان تمام نوع انسانی مراد نہین افراد معدود مراد ہین سو اگر یہان
یہ عذر ہے کہ قرینہ خارجیہ مخصص ہے تو وہان بہی قرینہ خارجیہ مخصص ہے غرض خاتمیت زمانی سو یہ ہی کہ
دین محمدی بعد ظہور منسوخ نہو علوم نبوۃ اپنی انتہا کو پہونچ جائین کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف

پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے سو ظاہر ہے کہ یہ احتمال اگر ہے تو جب ہی ہے جبکہ انبیاء مفروض الوجود
بعد زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یا فی زمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اوس زمین مین پیدا ہون
کیونکہ اُن کے گنجایش ہے اور اگر فرض کرو کسی اور زمین مین کوئی اور نبی معاصر خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا بعد زمان خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو تو نہ اوس تک کسیکو رسائی
میسر نہ یہان کے باشندون کو اوسکو اتباع کی گنجایش پھر کاہے کے لئے اونکی نسبت آپکو بعد مین پیدا
کیجئے اور کاہے کے لئے اسپر اجماع منعقد کیجئے ہان قطع نظر عرض مذکور کے اگر محض تاخر زمانی بالذات
موجب افضلیت ہوتا تو البتہ ایک بات بھی تھی مگر آپ بھی نہین مانتے اور سب خوب جانتے ہین کہ محض
تاخر زمانی موجبات افضلیت مین سے نہین اگر ہوتی بھی تو اولیت ہوتی مولانا ہماری عرض کے قبول
کرنیمین ساری باتین ٹھکانے لگ جاتی ہین اور آپ کے طور پر ایک مدعا بھی ثابت نہین ہو سکتا میری
غرض اس کہنے سے کہ خاتمیت زمانی یون بن سکتی ہے کہ اُن چھ طبقہ والون کو سابق خاتم مطلق سے
سمجھا جاوے اون لوگونکا اسکات تھا جو خاتمیت سے خاتمیت زمانی مراد لین اور پھر اثر مذکور کو مخالف
آیۃ سمجھین ظاہر ہے کہ موافق بعض تقریرات گذشتہ نبی کنبیکم بھی مثل جملہ آدم کادمکم بیان واقعہ
گذشتہ ہو سکتا ہے پھر اس اثر کا معارض خاتم المرسلین کہنا کیونکر روا ہے الغرض بطور جواب یہ
احتمال بتلایا تھا بطور اظہار اعتقاد یہ گذارش نہ تھی جو آپ کہتے ہین یون کیون نہ کہا کہ ایسا ہی
سمجھنا چاہئے اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر مین عرض کر چکا تھا جسمین سے تقریر ثانی کی موافق
خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم ہو جائیگی بااینہمہ اگر مجھسے اس بات مین
تقصیر ہوئی تو مین بلا دقت اب اوسکو کہتا ہون پر آپ سے جو بوجہ انکار توسط عرضی محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم بالیقین انکار افضلیت تامہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آیا اوسکی تلافی تو بلا رجوع
اور اعتراف غلطی سابقہ ممکن ہی نہین مولانا فعلیت کے دعوی کی تو آپ یون ہی تہمت لگاتے ہین

ہم برا نہین مانتے پر امکان نظیر کی بات مسلم لیکن آپ نے یہ خیال نفرمایا کہ خاتمیۃ زمانی
امکان نظیر کیونکر ہاتہہ سے جاتا رہے گا جو مین ہرگز نکہتا اور یون ہی احتمال نکال کر ٹال جاتا
مولانا ہمارے دلائل ایسی پوچ نہین اور نہ ہم اپنے دعوی مین ایسے حیران جو موافق
مثل مشہور الغریق یتعلق بکل حشیش آپکی طرح ایسی نکمی دلیلین بیان کرتے اور ایسی
باتون سے سہارا لیتے امکان نظیر تو مولانا ایسی دلائل سے کہ آپ تنہا تو کیا اگر تمام گروہ
مدعیین امتناع بہی اکٹھے ہون تو انشاء اللہ جنبش نہ آئے اگر چہ ٹہہرا اپنا شیوہ نہو تا تو
ہم آپ سے اول اسی مسئلہ مین نمٹ ہی کیا لیتے اپنی کم گوئی اور یکسوئی اورون کی جرأت
باعث ہو گیا پر اپنا یقین اورونکی ہدایت کا سبب نبا آپ کی سلامتہ طبع اور انصاف کا
کسیقدر سنا ہے معتقد ہون موافق الدین النصیحۃ یہ گذارش ہے کہ مولانا عقیدہ
کی بات ہے خدا کی قدرۃ کو بتہمت استحالہ ذاتی بٹہ نہ لگائیے زیادہ کیا عرض کرون آپکے
عشرہ کاملہ کا نقصان تو ظاہر ہی ہو گیا ہو گا ہے سکے ئے قلم کہلئے پر یہ گذارش
مناسب وقت ہے کہ کامل تو یہ اعتراض ہین جو سراسر ناقص ہین ناقص کتنے ناقص ہو نگے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ کہ اجوبہ محذورات عشرہ بعون خداوند بیہمتا و بے نظیر ختم ہوئے
اب اسکے علاوہ جو مراسلۃ اس مسئلہ مین باہمی ان ہی
حضرات کے واقع ہوئی ہے وہ مراسلات بہی
ہدیہ انظار ناظرین ہے

حضرت مولانا [illegible] رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ جوابات محذورات عشرہ سے فارغ ہوچکے تھے تو یہ خط حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مرحوم [illegible]

مکتوب اول

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ بخدمت منبع العلوم والمکارم بل للعلماء خاتم جناب مولوی محمد قاسم صاحب دام ظلہم السلام علیکم وعلی من اتبع الہدی ممن لدیکم آپ نے جو رسالہ تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس تحریر فرمایا ہے اس عرصہ مین نظر فقیر سے گذرا تو اوسپر بہت شبہات ومحذورات وارد بر ذہن ناقص ہوئے کچہ کا جواب تو آپ کے جواب سے جو مولوی محمد علی صاحب نزیل دہلی کے سوالات کا تہا ہو گیا مگر اکثر باقی رہ گئے اس واسطے استفسار ضرور ہوا امید کہ جواب سے مشرف فرمایا جاوے اول یہ کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات جو آیہ خاتم النبیین مین آپ کے نزدیک راجح ہین اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین جو مطلق انبیاء کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہی یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس رسالہ مین نہین اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب خاتم کے یہ معنی ٹہیرے تو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق مین سے مماثل نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نہین کہہ سکتے اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہین اور جو شق اختیار کرین اوسکے معنی مرادی کی تصریح فرماوین تاکہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ

فی العروض اور موصوف بالذات غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے
اور ہم اصطلاح اہل علم کے خیال مین رہے آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکھی ہم بقرینہ
تشبیہ من واجب الوجود سمجھے اس واسطے اصطلاح خاص پر مطلع کرنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ
خاتمیۃ سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تو آیۃ وخاتم النبیین سے
بعبارت النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۃ واذ اخذ نا
میثاق النبیین الخ اور حدیث علمت علم الاولین والآخرین سے آپ کے نزدیک دلالۃ یا اشارۃ
سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموع سے یہ حاصل ہوا کہ حضرۃ خاتم بمعنی منبع فیض جمیع انبیاء سابقین
ولاحقین کے ہین جو مدلول اولین وآخرین کا ہے جیسے کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء کے بھی ہین جو
مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجوح ہے اور آپکا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو
آنحضرت کا مماثل نہین کہہ سکتے بس صاف ظاہر ہے کہ مماثلۃ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس رض ہی مخالف
مدلول آیۃ خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ہے بس سوائے مبتدع کے کس مسلمان کو
جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا کہے اور انبیا تحتانی مین جو
آپ خاتمیۃ ثابت کرتے ہین اول تو ثابت نہین ہوسکتے اسلئے کہ مثلہن کی صحۃ اطلاق کے واسطے
مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی العمارۃ وفی نزول الامر بینہن کافی ہے حاجت اثبات انبیاء کی
بھی نہین چہ جائے کہ خاتم ہون اسواسطے اگر آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہوتے تو زمینون مین بھی
ثابت ہوتے جبکہ نہین بس نہین ہین ثانیا اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بھی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ
نظیر اور مماثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ المطلقۃ مراد لیتے ہین
اُن کے مقابلہ مین صرف یہ نام کی خاتمیۃ اضافیہ زمینون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ
مدعیان مماثلۃ وامکان نظیر بل تحقق نظیر پھولی نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے جہہ خاتم

مماثل اور نظیر ثابت کردے بحکم آن کہ الغریق متعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھتے ہین کہ نظیر ہوتا تو کیا خاتم اضافی ہونا بھی ابھی ثابت نہین ہوا مگر غنیمت ہے سر اوٹھانے کو جگہہ تو ملی آنسو پوچھہ لیئے اگرچہ خوبی تو اسمین تھی کہ مثلھن بھی کلام الہی تھا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلۂ مطلقہ ثابت ہوجاتے مگر کیا کیجئے شاید مولویصاحب تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین تیسرے یہ کہ خاتم بمعنی آخر الانبیاء مطلقا مجمع علیہ تھے اور آپکے نزدیک بھی اسپر اجماع منعقد ہوگیا ہے اور حدیث لانبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلم آپکا بھی ہے اوسکی موئد ہے پھر خلاف حدیث او ر اجماع کے اور آیت خاتم النبیین کے خاتم کے معنی ایسے لکھے جس سے چہ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکہہ دو لاکہہ خاتم کا بھی بعد خاتم مطلق کے ہونا جائز ہوجاتے بلکہ بہتر ہوتا کہ فضیلت بڑہ جاتے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا ایسا شخص پوراسنی رہجاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرائی نہین کہتے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ چوتھے یہ کہ اثر ابن عباس کا مضمون جبکہ مخالف اطلاق وعموم آیۃ وخاتم النبیین بالمعنی المسلم وبالمعنی المجمع علیہ ہرطرح ہے جیسا گذرا ایس منقطع بالقطاع معنوی ہوگو صحیح ہو قابل احتجاج وعمل نہین نظیر اسکی حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہے کہ باوجود صحت کے معمول بہ حنفیان نہین بسبب مخالفت عموم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی بالفعل انہی مسلمات پر کفایت کی اور دلائل موصوفیت بالذات وبالعرض پر جو شبہات وارد ہوتے ہین انسے بسبب عدیم الفرصتی کے اعراض کیا بعد الفرصت عرض کرونگا انشاء اللہ العزیز۔

جواب مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمترین خلائق ناکارۂ روزگار محمد قاسم غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ جناب ... ظاہری وباطنی مولانا

محمد عبد العزیز صاحب دام ظلہ کی خدمت سراپا برکت وافادہ مین بعد سلام ونیاز کے عرض پرداز ہی
کچھ اوپر بیس دن ہوئے آپ کے مخذورات عشرہ مولوی فخر الحسن صاحب کی معرفت آنبیت مین
میرے پاس پہونچے جی مین آیا کہ جواب لکھیے مگر اول تو اپنی کاہلی ہمیشہ سے مانع تحریر ہی گہ وبیگاہ
احباب واقارب کا تقاضا یا کسی بزرگ کا اشارہ ہوا تو بناچاری بہت پیچ وتاب کہا کر اپنی تضیع اوقات
کرے ورنہ اپنی آپ کبہی شوق تحریر باعث تحریر نہین ہوتا دوسرے ایک عرصہ سے یہ ہیچمدان کچھ
ایسا پریشان ہے کہ دل ٹہکانے نہین سرگردانی کا یہ عالم ہے کہ دن کہین رات کہین مخذورات
عشرہ کے پہونچنے کے بعد پندرہوین سولہوین دن کلبۂ احزان مین لوٹ کر آیا تو ایک دو روز تو
بعض مہمانون کی مدارات ومواسات مین گذری تیسرے دن بعد ظہر لیکر بیٹہا تو شام ہی کو پہر
دیوبند کی سوجہی یہان آکر پرسون اوقات مختلفہ مین بیٹہ اوٹہکر لکھہ لکھا کر تمام کیا ہی تہا جو کل
آپکا والا نامہ میرے افتخار کا باعث ہوا مگر کہولکر دیکہا تو وہ بہی طومار اعتراضات ہی تہا وحشت سابقہ
فرو ہونے نپائی تہی کہ ایک اور سامان دل تنگی کہڑا ہو گیا جی مین کہتا ہون کہ یا رب کون سی
تقصیر تہی جسکی بدلے دوست میری ہجیان لینے لگے بحث مباحثہ کا نام ہی سنا کرتی تہی یہ خبر نہ تہی
کسکو کہتے ہین تحذیر الناس کی بدولت یہ دن بہی دیکہنے لئے مولانا میری کیفیت حال شاید آپنے
سنی ہو فتوی لکہنا تو کجا مہر ودستخط کرنے کا بہی اتفاق نہین ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل فقہیہ
مس نہین فرائض سے واقف نہین ہان احباب واقارب کے خطوط کا جواب لکہدیا کرتا ہون مولوی
محمد حسن صاحب میرے بڑے بہائی ہوتے ہین دربارۂ تعارض اثر معلوم وجملہ خاتم النبیین مجہسے
استفسار فرمایا اُن کے ارشاد کے جواب مین پہلو تہی نکر سکا جو اپنا مافی الضمیر تہا لکہہ بہیجا اونہون نے
اوسکا نام بہی رکہدیا اور چہاپ بہی دیا تس پر میرے نام بہی لگا دیا خیر اُس وقت تک تو اس نیازمند کو
غیر یقین سے امید توافق ہی تہی مگر تا اثر کے تو انسو پوچہ گئے یعنی اثر مذکور بندۂ گنہگار نے

تسلیم کرلیا اگرچہ دعوی مساوات کلی ششش امثال کو باطل کرکے اوسکی جگہہ فقط انطباق
نقشۂ کمالات اختیار کیا اور منکران اثر سے انکار مساوات کلی مین مساوی رہا بلکہ وہ افضلیۃ
ثابت کی کہ بعد خدا تعالی اور کسیکو ثابت ہی نہین ہان اگر اندیشہ تہا تو اسکا اندیشہ تہا کہ
اس تفسیر کو تفسیر بالرای سمجہینگے یا کسی قدر بعض اور مقامات پر لوگون کے کہٹکنے کا اندیشہ تہا سو بعضین
مخالف مقصود رسالہ تہا تو اندیشۂ اول تہا اسلئے تفسیر بالراے کی تفسیر بہی آخر تحذیر مین لکہدی
باقی اور شبہات مقدرہ کے لئے مواقع شبہات کے آس پاس ایسی قیود لگادین جنکو اہل فہم دیکہین تو
متامل نہون مگر تسپر یہ شور اوٹہا کہ خدا کی پناہ یہ ناکارہ تو سب چہاپ بہول گیا اولٹی ازار گلے مین
آگئی احسان کی بدلے الزام نقصان لگانے لگے مولانا جائے انصاف ہے بتائیے کونسی عقیدہ مسلمہ کو
توڑدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین میری تحریر سے کیا نقصان آگیا ہان اثبات
افضلیۃ کا دم بہرو تو آپ ہی فرمائین کیا جہوٹ ہوگا **مصرع** مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا
نکل آیا بلکہ اپنے زمرہ مین سے تو آپ کسیکو بتلائین کہ یہ افضلیۃ اوسنے ثابت کی ہو ہان بے وجہ کا
شور دعوی افضلیۃ اگر دعوی مدلل سے بڑہ سکتا ہے تو البتہ وہ لوگ جنکو نہ خدا کی خدائی سے
مطلب نہ اوسکی قدرۃ پر کچہ نظر اگر ہے تو دعوی امتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ورد
زبان ہے توحید خداوندی کو منسوخ کرکے توحید محمدی پر ایمان ہے بالیقین ہمسے بڑہی ہوئی ہین
مگر اہل انصاف و فہم کے نزدیک یہ بڑہنا اگر ہے تو اوسی قبیل کا ہے جس طرح نصاری محبۃ
حضرت عیسی علیہ السلام سے اہل اسلام سی بڑہی ہوئے ہین خدا جانتا ہی کہ مین کسیکی تکفیر نہین
کرتا مگر ہان اس بات مین تمثیل مدنظر ہے کہ وہان جیسے دعوی بی دلیل اور پہر خلاف واقع لسبب
مستلزم توہین سبوح وقدوس ایسی ہی یہان بہی دعوی افضلیۃ اور دعوی امتناع نظیر دعوے
بے دلیل اور پہر خلاف واقع اور موجب توہین خداوندی محبۃ اخوۃ ایمانی کا یہ تقاضا ہی کہ آپ سے

اس مسئلہ مین التماس غور کیرولن جب اس عقیدہ کی خرابی پر نظر پڑتی ہے بے اختیار جی
تڑپ جاتا ہے برادران اسلام کے نقصان دین وایمان پر دل لوٹ جاتا ہے مگر اپنا سا
موہنہ لیکر رہجاتا ہون جی مین کہتا ہون کون سنتا ہے کسکو سنائے جسکی خیر خواہی کرونگا وہی
کاٹ کہانے کو دوڑیگا خیر خواہی کی یعنی مباحثہ سر دہرنا پڑیگا ناچار چپ ہو رہتا ہون مگر آپکے
انصاف پرستی کا سنے سنائے معتقد ہون اور نیز عنایت نامہ سامی مین یہ بات دیکہکر کہ جوابات
سوالات مولوی محمد علی صاحب کو دیکہکر بعض شبہات رفع ہوگئے یہ ناکارہ آپکے انصاف کا اور
بہی دلدادہ بنگیا اسلئے بکمال عجز و نیاز یہ گذارش ہے آپ اسکو عند اللہ چہیڑ چہاڑ نہ سمجہین تہ دل سے
یہ عرض کرتا ہون خدا تعالی کا وعدہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا آپ
ہادی مطلق سے بکمال اخلاص دعا مانگین کہ دربارہ امکان وامتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
اور نیز دربارہ اثر ابن عباس جو کچہ حق ہو مجہپر واضح ہو جائے اور نیز اسکے ساتہ اللہ تعالی سے عہد
کرین کہ بعد وضوح انشاء اللہ ظاہر و باطن مین حق ہی کو اختیار کرونگا اور اپنے زمرہ کی ملامت ولعن سے
نہ ڈرونگا اظہار حق مین دریغ نکرونگا اگر آپ بکمال اخلاص خدا تعالی سے التجا کرینگے تو مین
امید قوی رکہتا ہون کہ انشاء اللہ تعالی ہم اور آپ متفق ہو جائینگے اور مین بہی انشاء اللہ ایسا ہی
کرونگا آپ دعا مانگین کہ خدا تعالی ہمکو اور آپکو ضلالت سے بچائے اور راہ راست دکہلائے قطع نظر
حصول مطلوب کے اس صورت مین یہ بڑا نفع ہے کہ میرے آپکے اوقات خراب ہونگے اتفاق جو عمدہ
مقاصد دین مین سے ہے نصیب ہو جائیگا ورنہ تحریر کا دامن بہت فراخ ہے باوجودیکہ مین نے
کوئی بات موجب توہین شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہی تہی کہی تہی تو وہ بات کہی تہی کہ دربارہ
اثبات افضلیت کسی ایک دو ہی شے کبہی ہو گی تب اپنا روز نے یہ لتاڑ بتلائی ہے کہ ساری
تن آسانیان بہول گیا دامن چہوٹنا مشکل پڑگیا خدانخواستہ اگر کوئی کلمہ موہم توہین [illegible]

موںہہ سے نکل جاتا تو خدا جانے کیا حال بناتے مین نے غلط کہا توہین والے آجکل سرخ رو ہو بیٹھے
تعظیم والون کی جان کو بنگئی مجھکو اس وقت ایک **حکایت** یاد آئی کسی امیر جاہل کی کچھ ایسی ہی نیم ملا
منشی تھے اوس امیر کے نام کے ساتھ بہادر تو نہ لکھا بجادر لکھہ گئے دوسرے منشی جو اتفاق سے
آنکلے تو اپنے فروغ کے لئے اوس منشی کی یہ غلطی نکال کر لائے وہ امیر منشی اول پر بہت خفا ہوئے
تو وہ منشی کیا کہتا ہے جناب عالی کمترین تو بغرض تعظیم آپ کو بجادر بڑی حے سے **لکھتا ہو** یہ منشی
چاہتا ہے کہ آپ کی قاعد گھٹ جاوے بڑی حے کی جا چھوٹی ہے لکھی جائے امیر صاحب کو یہ جواب
پسند آیا اور منشی ثانی ہی کو نکلوا دیا سو اس زمانہ کی قدرشناسی کچھ اسی قسم کی نظر آتی ہی معنی
موجب افضلیۃ تو کچھ ایسی برے لگتے ہین کہ اعتراض پر اعتراض چلے آتے ہین اور جو معنی کہ موجب
افضلیۃ نہین بلکہ آثار موجبات افضلیۃ ہین اور لوازم وجود موجبات افضلیۃ مین سے ہین ایسی
مقبول یہ مثال فقط دربارہ عمدگی و غیر عمدگی معنیین اور قبول کمتر اور عدم قبول افضل ہے بجمیع الوجوہ
مثال نہین جو اسکو منجملہ تعریضات توہین مفسرین کبار قرار دیکر کوئی صاحب خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار
ہون ان دونون معنونمین مجھسے پوچھئے تو فرق ظہر و بطن ہی جسکی طرف حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن
مشیر ہے سو ظہر اور بطن مین اگرچہ اتنا فرق نہین ہوتا جتنا بجادر اور بہادر مین ہے پر لاریب خوبی
اور عدم خوبی مین شریک ہین مثل بجادر بری نہین جو جہل علما کہیاریہ پر دلالۃ کرین ہان بعد
استماع معنیین معنی اول پر بے وجہ ہٹ کرنا تو البتہ اوسی امیر کا سا بجادر کو تسلیم کر لینا اور بہادر کو
رد کرنا ہے مولانا معنی مقبول خدام والا مقام کو اگرچہ معنی مختار احقر کے سامنے دربارہ اثبات افضلیۃ
کچھ نسبت ہی نہ کچھ مناسبت کیونکہ تاخر زمانی افضلیۃ کے لئے موضوع نہین افضلیۃ تو مستلزم نہین
افضلیۃ سے اوسکو بذات خود کچھ علاقہ نہین اگر ہے تو بلحاظ امور دیگر ہے لیکن معنی مختار احقر سے
باطل نہین ہوتے ہین ثابت ہوتے ہین اس صورت مین بمقابلہ قضایا قیاسات تہا معہا اگر منجملہ قیاسات

قضایا تا معہا معنی فہمتا احقر کو کہئے تو بجا ہے بلکہ اس سے بہی بڑہکر لیجیے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر
صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکہی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت
مرتبی تینون بدلالت مطابقی ثابت ہو جائین اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہی چنانچہ شروع تقریر ہی واضح ہی دوسری
صورت مین تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہی اور دلالت التزامی اگر دربارہ توجہ الی المطلوب دلالت مطابقی سے
کمتر ہو مگر بعد دلالت ثبوت اور دلنشینی مین مدلول التزامی مدلول مطابقی سی زیادہ ہوتا ہے اسلئے کہ کسی چیز کی خبر
تحقق اوسکی برابر نہین ہو سکتی کہ اوسکی وجہ اور علت بہی بیان کیجائے اگر کسی شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز
فرمائین تو اور امیدوار قبل ظہور وجہ ترجیح بیشک غل مچائین گے اور بعد وضوح وجہ و علت پہر مجال
دم زدن باقی نہین رہتی اور تو اور حضرات ملائکہ نے فقط انی جاعل فی الارض خلیفہ
سنکر کیا کیا کچہ نہ کہا حالانکہ یہ قول کسی ایسے ویسے سے نہ سنا تہا خداوند عدل سی سنا تہا مگر
بعد ظہور وجہ ترجیح سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ہی کہتے بنی غیر
بات کہین کی کہین جا پڑی حاصل مطلب یہ ہی کہ خاتمیت زمانی سے مجکو انکار نہین بلکہ یون کہیے
منکرون کے لئے گنجایش انکار نہ چہوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والون کے پانون
جما دئے اور نبیون کی نبوة پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر کسیکو نہین سمجہتا
یہی وجہ ہے کہ اونکو دربارہ نبوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید کہا ورنہ بروی تحقیق
سب برابر ہو جاتی اور کسیکو کسی پر افضلیت نرہتی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر کسی
اور نبی کو ماننا پڑتا چنانچہ بعد ملاحظہ عرض کمترین جو دربارہ موجبات افضلیت جوابات محذورات
عشرہ مین لکہہ چکا ہون یہ عقدہ انشاء اللہ بشرط توجہ و انصاف و کار فرمائی فہم منحل ہو جائیگا
پہر معلوم نہین آپ کو اتنا رنج کیون ہے اس بات مین کونسا عقیدہ مسلم میری قول سے باطل ہو گیا
کونسا رخنہ دین محمدی مین پڑ گیا ہان یون کہیے میرے محاکمہ سے عقیدہ افضلیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

درست و محکم ہوگیا مدعیان مساوات کلی کو جو بوسیلۂ اثر معلوم یہ دعوی تھا مجال دم زدن
باقی نہین رہی البتہ عرض احقر قبول نہ کیجے تو پھر مدعیان افضلیۃ بعد اختیار خاتمیۃ زمانی بھی
اوس اثر کو باطل نہین کرسکتی کیونکہ جملہ اسمیہ کی صدق کے لئے کچھ زمان حال ہی ایسے
مواقع مین ضرور نہین زمان ماضی بھی کافی ہے چنانچہ آدمؑ کان ملکوا یا مثلا محمدؐ افضل الکونین
وغیرہ جنکی موضوعات زمانہ ماضی مین تھی اور اونکی تسلیم مین کسیکو گنجایش انکار نہین اسپر
شاہد ہین اور جب اثر مذکور باطل نہوا تو پھر مدعی ششش امثال کا مونہہ روکنے والا کون ہے
ہان یہ اثر ضعیف الاسناد ہوتا تو مدعیان افضلیۃ کو کہنے کی گنجایش تھی اب آپ خدا را ذرہ دریا
ہوکر فرمائے آپ یا اور صاحب جو اس کمترین پر دانت پیستے ہین اس شبہ کا جواب دیسکتے ہین
بلکہ ایسی صورت مین تو ملحدون کو انبیاء سابقین اور اولیاء لاحقین مین سے جسکو چاہین افضل
کہنے کی گنجایش ہے کیونکہ تاخر زمانی سے بالبداہۃ افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی کوئی اور ایسی
نص کلام اللہ مین موجود نہین جو موجود ہین اونسے ثبوت افضلیۃ معلوم اور اگر کوئی آیۃ ہو بھی
تو مجکو توقع نہین ہمارا آپ کا ذہن وہانتک پہونچے بجز اسکے کہ حدیث یا اجماع کی طرف رخ کرین
اور کیا ہوگا لیکن آپ جانتے ہین مسئلہ رویۃ اور مسئلہ تقدیر سے بڑھکر یہ مسئلہ احادیث و اجماع
اہل سنت سے ثابت نہین ہوسکتا جب انہین مسائل کا انکار ہوچکا ہو تو اس باب مین اجماع
اور حدیث کی وہ لوگ کاہیکو سنین گے باینہمہ کلام اللہ کا تبیانا لکل شیء کہنا ہی کیا ہوا
الغرض بمعنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہوگیا بلکہ وہ رخنہ جو درصورۃ اختیار تاخر زمانی و
انکار و منع خاتمیۃ مرتبی پر پڑتا نظر آتا تھا بند ہوگیا پھر تسپر خاتمیۃ زمانی بھی مدلول خاتم النبیین
رہی البتہ دو شقون مین سے ایک شق پر تو مدلول التزامی اور دوسری شق پر مثل انسان
و فرس وغیرہ انواع حیوان یا مثل نجاستہ ظاہری و نجاستہ باطنی انواع جنس مدلول مطابقی

باا ینہمہ پہر آپ کیون مجہسے اوبجہتے ہین یہ بات تو قابل شکر تہی نہ لائق شکایت اور اگر بالفرض طریقۂ مختار احقر سے یہ مطلب ثابت نہوا تہا تو کوئی عقیدہ باطل بہی نہین ہوا تہا اگر کرنا تہا تو آپ کو افسوس ناتمامی تقریب احقر کرنا تہا اور اگر بن پڑتا تو اتمام تقریب احقر ضرور تہا مین ابتک یہ حیران ہون کہ مدعیان محبۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسلئے برسر پرخاش ہین ؎

کیون خون کے پیاسے ہو تم ایجان ہماری ؛ اپنا تو کبہی قطرۂ آنسو نہ بہا تہا ؛ مولانا عرض احقر اگر ناگوار ہوتی تو اون لوگون کو ناگوار ہوتی جنہون نے دلیل دعوی امکان نظیر مین اس حدیث کو پیش کیا تہا اور غرض اونکی یہ تہی کہ منکر تو امکان ہی کو منکر ہا اور یہان فعلیۃ موجود ہے بطور احقر اونکی دلیل بیکار ہوگئی اونکا شیخ چلی کا سا گہر بنا بنایا ڈہہ گیا برا مانتے تو وہ مانتے لڑنے کو دوڑتے تو وہ دوڑتے آپ کے مکان کی کونسی اینٹ گر گئی تہی جو یہ دو ر بک ہی مولانا اس تقریر سے وجہ اختیار واظہار واخبار معنی مختار قاسم گنہگار آپ پر خوب روشن ہوجاینگی اور انشاء اللہ آپ شکر ہی کرینگے شکایت نکرینگے اور اگر اتفاقا لغزش لفظی ہوئی ہوگی تو نظر نکرینگے اصل مطلب کی صحت پر نظر فرماینگے کیونکہ مسامحات لفظیہ سوا خدا و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کس کس سے نہین ہوئی اور کس کس سے نہونگی ہمہ دان نہین ہیچمدان ہون دانا نہین نادان ہون ہان حضرت پیر دستگیر کی دستگیری اور حضرت اوستاد علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کی بدولت کوئی ٹہکانے کی بات کبہی سمجہ مین آجاتی ہے پر کیا کیجئے گویم مشکل وگر نگویم مشکل ایسے اختلافات زمانہ مین جسمین ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیۃ ہاتہہ سے جاتی ہے اور ایک طرف خدا کی بلکہ بہ کاری کے سوا صحابہ کرام اور محدثین عظام بلکہ خود حضرت خاتم عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نظر آتی ہے اگر ایسے فیصلہ کی نہ کہئے تو دین مین رخنہ اہلدین کا نقصان اور اگر کہئے تو آپ سے عنایت فرمایون سیدہی الٹی سنانے کو تیار ہین جس سے عوام اہل اسلام کے نزدیک باتکا

اعتبار کیا سوگیا اور ایک نزاع عظیم کہڑا ہوگیا جس سے کفار واہل بدعۃ کو ہنسنے کا موقع ملا
اور آپسمین بجای محبۃ ایمانی اور عداوۃ نفسانی او خلش شیطانی کہڑی ہوگئی جز بجزا سکے
اور کیا کہئے وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ اسلئے اس دل آزردہ کو تحریر جواب نامہ
خصوصًا جواب محذورات سامی سخت ناگوار نہا پر کہا کرتے ہین دنیا بامید قایم فہم وانصاف
اصل طبیعۃ انسانی ہی شاید وقت تعصب وسخن پروری نہو اور سخن حق مقبول ہوجائے یہ دعا مانگکر
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ
الْوَھَّابُ بنام خدا جواب محذورات مندرجہ نامہ والا عرض کرتا ہون پر اول محذورات سامی کو
بغرض ملاحظہ دیگر ناظرین لکھتا ہون۔

محذور اول- جو واقع مین ایک سوال ہے کوئی محذور نہین خاتم کے معنی موصوف بالذات
جو کہ خاتم النبیین مین آپ کے نزدیک راجح ہین اور بمعنی آخر النبیین مرجوح پس ایسا خاتم النبیین
جو مطلق انبیا کا خاتم اور منبع فیض ہو دوسرا ممکن ہے یا ممتنع بالذات یا بالغیر اسکی تصریح اس
رسالہ مین نہین اگرچہ اتنا تو موجود ہے کہ جب یہ معنی ٹہیرے تو سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہین کہہ سکتے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع ہے مگر تعیین بالذات یا بالغیر کے نہین اور جو شق اختیار کرین اوسکی معنی
مرادی کی تصریح فرمادین تاکہ حاجت استفسار کی نرہے واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات
غیر مکتسب من الغیر کا سا حال نہو کہ آپ نے معنی لغوی مراد لئے اور ہم اصطلاح اہل علم کو خیال مین رکھے
آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکہی ہم بقرینہ تشبیہ واجب الوجود عام سمجھے اسواسطے
اصطلاح خاص پر مطلع فرمانا ضرور ہے۔

جواب مولانا بندہ کمترین امکان اور امتناع ذاتی کو باہم مقابل یکدیگر سمجھتا ہے پر امتناع بالغیر کو

مقابل امکان نہین سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر کو منجملہ ممکنات سمجھتا ہے اور کیونکر نہ سمجھے اول تو لفظ بالغیر ہی
اس جانب مشیر ہے کہ امتناع ناشی عن الذات اور مقتضاے ذات نہین اس صورۃ مین بالضرور
یہی کہنا پڑیگا کہ ایسی ممتنعات مین امکان ذاتی ہوتا ہے کیونکہ اگر امکان بھی نہو تو پھر ضرورۃ
ہو اور ظاہر ہے کہ ماہیات ضروری الوجود پر امتناع کسی قسم کا عارض نہین ہو سکتا دوسرے
ممتنعات بالغیر ممکنات ذاتی نہونگی تو منجملہ ضروریات ذاتی یا ممتنعات ذاتی ہونگی بہر حال
ممتنع بالغیر کہنا کسی طرح درست نہوگا جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ یہ کمترین
امتیان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بجمیع الوجوہ مساوی فی المراتب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ہو ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر سمجھتا ہے اور امکان سے یہان
وہی امکان مراد لیتا ہے جو ممکنہ خاصہ مین مراد ہوا کرتا ہے الحاصل جو ماہیۃ ایسی ہو کہ اوسمین
اور وجود مین نسبۃ امکان خاص ہو اوسکو ممکن بامکان خاص سمجھتا ہون اور جو ماہیۃ ایسی
نہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو اوسمین اور وجود مین نسبۃ ایجابیہ ضروریہ ہوگی یا نسبتہ سلبیہ
ضروریہ یعنی ضرورۃ اوصاف سلب مین سے نہو بلکہ مسلوب ہو پہلی قسم کو اقسام واجب مین سے
سمجھتا ہون دوسری قسم کو اقسام ممتنع مین سے باقی انحصار نسب ان تین قسمون مین ایسا نہین جو
کوئی اہل علم متامل ہو رہے موجہات باقیہ جن سے بظاہر انحصار مذکور غلط معلوم ہوتا ہے بغور
دیکھئے تو انہین اقسام ثلثہ کی طرف راجع ہین اسلئے اس باب مین گفت شنود تطویل لاطائل
سمجھکر اور بات عرض کرنی مناسب جانتا ہون اگرچہ یہ بھی خوف ہے کہ جتنی کلام بڑہتی ہے
اوتنا ہی اندیشۂ انگشت نہادن اور خوف مخاصمت بڑہتا ہے وہ بات یہ ہے کہ ضرورۃ ایجابی کے
تین قسمین ہین ایک تو حمل اولی تام یعنی محمول بعینہ موضوع ہو جیسے فرض کرو زید زید کہئے دوسرے
حمل اولی ناقص جیسے الانسان حیوان کہتے ہین حیوان انسان مین مندرج ہے اور انسان

حیوان کو متضمن اسلئے بالمعنی الانسان حیوانٌ کے ساتھ الحیوان حیوانٌ بہی کہا جاتا ہے
تیسرا حمل مستلزم حمل اوّلی جیسے حمل لوازم ذات بالمعنی الاخص مین ہوتا ہے اسلئے کہ اس
حمل مین اگر امکان خاص کو رسائی ہو تو سلب لوازم ممکن ہو اور انفکاک لوازم ذات درست ہو
بالجملہ یہان بہی وہی حمل اولی ہے اور وجہ اسکی وہی ہے کہ لوازم ذات بالمعنی الاخص ناشی
عن الذات ہوتی ہین اور صادر من الذات اور ظاہر ہے کہ مصدر مین کنہ صادر کا ہونا ضرور ہے
ہان بعد درجۂ اسلاق وہ قید نقصان و تنزل جو لوازم ذات مذکورہ مین بہ نسبۂ ذات ملزوم
ہوتی ہے البتہ لوازم ہی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے ملزوم مین نہین ہوتی اور اس وجہ سے
وہ اسماء جو درجہ ناقصہ کے لئے لبشرط نقصان موضوع ہوتی ہین درجہ مندمج فی الذات پر نہین
بول سکتے مثلاً دہوپ بہی ایک فرد نور ہے مگر علی الاطلاق نور کو نہین کہتے بلکہ اوس نور کو
کہتے ہین جسمین نقصان معلوم ہی ملحوظ ہوتا ہے یعنی وہ مرتبہ نقصان جو بوجہ قرب زمین و
اختلاط شائبہ ظلمتہ زمین لاحق ہو گیا ہے دہوپ کے مسمی مین ملحوظ ہے مگر وجہ لزوم وہ اتحاد معلوم ہے
جو بعد طرح نقصان لاحق مشہود ہوتا ہے اور درحقیقت اصل مسمی وہی ہے اگرچہ نقصان لاحق
ہی ملحوظ ہو اس صورۃ مین وقت سلب اصل اوس مسمی پر سلب علیٰ حق ہوگا کیونکہ سلب نسبتہ ایجابیہ کا
ہوتا ہے اور ایجاب اوسی مرتبہ اتحاد کے ساتھ متصور ہے مرتبہ نقصان مین خود ثمرۂ سلب ملحوظ ہے
اوسکا سلب متصور نہین اور اگر متصور ہے تو مرتبہ عنوان ہی مین متصور ہے مرتبہ معنون مین متصور نہین ہے
اور اگر معنون ہی کہئے تو معنون خارجی اور واقعی نہین ہوتا الغرض سلب لازم ذات مذکورہ
سلب ملزوم کو مشتمل ہے اور ایجاب لازم ایجاب ملزوم کو مشتمل اس صورۃ مین پہر وہی زید
زید اور زید لیس بزید کا قصہ ہو جائیگا اور اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ حمل لازمی بالمعنی الاعم
بہی اسی حمل کے ساتھ ملحق ہے الغرض یہ تین حمل تو مورد ضرورۃ ایجابیہ اور ان تینون کا

سلب مورد ضرورۃ سلبیہ اول مادہ وجوب دوسرا مادۂ امتناع مگر مورد ضرورۃ سلبیہ ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ سلب ضروری السلب ہی سوا ان تین اور ان تین کے اور سب مواد امکانیہ ہین مگر ہان کہین باوجود مورد امکان ہونے کے ان چہ حملونین سے کوئی نہ کوئی حمل لاحق ہوجاتا ہے سو اگر وہ حمل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورۃ اور وجوب بالغیر عارض ہوجاتا ہے اور اگر حمل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالغیر اور وجہ اس انحصار کی کہ تین حمل ایجابی مورد ضرورۃ اور مادہ وجوب ہے اور تین حمل سلبی مادۂ امتناع اور سوا ان کے اور سب مواد امکان خود اسی تقریر سے تہوڑی سے تامل کے بعد روشن ہوجاتی ہے کیونکہ جب محمول نہ عین موضوع ہوا نہ جزء موضوع نہ لازم ذات موضوع بالمعنی الاخص تو نہ اقتضاء حمل ایجابی ہوگا نہ انکار حمل سلبی ہوگا جب وہ نہوگا جب وہ نہ منع الجمع ہوگا نہ منع الخلو یہ باتین اگر ہوتی ہین تو بالذات تو موارد مذکورہ مین اور بالعرض اون موارد امکانی مین جہان حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی مشار الیہ عارض ہوجاوے بغرض توضیح ایک دو موقع مواقع مشتبہ مین سے ذکر کرکے بتلائی جاتا ہوان کہ یہ کس قسم مین سے ہین اور یہ کس قسم مین سے ہے حجر و شجر مین منع الجمع ذاتی ہی اسلئے کہ بعد غور دیکہیے تو الحجر شجر مین سلب حمل اولی ناقص ہوتا ہے اسلئے کہ نفی شجریۃ اسم حجر مین ماخوذ وملحوظ ہے اور یہ نہو تو پہر تمیز ہرگز متصور نہین اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہونا مورد امتناع بالغیر اسلئے کہ وہان کوئی نفی پہلے ماخوذ نہین جو یہ خرابی لازم آئی ہان سوا اسکے ایک اور صفت مسلمہ کی نفی لازم آتی ہے جس سے وہی سلب الشی عن نفسہ لازم آتا ہے سنئے حجر و شجر مین باہم حمل جو ممتنع ہے تو اس وجہ سے ممتنع ہے کہ اسم حجر اپنی مسمی کے لئے ممیز عن الغیر ہے اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاجمال اور ونکی نفی ملحوظ ہو اسمین شجر ہو یا کوئی اور سو بعد لحاظ نفی شجریۃ اگر ایجاب شجریۃ ہو تو الشجر لیس بشجر کا اقرار لازم آئیگا علی ہذا القیاس حیوان اور لا انسان نمین

جو باہم منع خلو ہے تو اسکی وجہ بہی یہی ہے کہ لاانسان ماوراء انسان سب کو شامل ہے اور
حیوان انسان اور نیز اور انواع کو شامل ہے اس صورۃ مین اگر خلو تجویز کیا جاوے تو یہ معنی
ہون کہ نہ حیوان ہے اور نہ لاانسان ہے مگر جب یون کہا کہ لاانسان نہین تو یہ معنی ہوے کہ
انسان ہے اور انسان کہنا خود مستلزم اقرار حیوانیۃ ہے سو وہی قصہ پہر ہوگیا الحیوان لیس
بحیوان اب قصہ وجود نبی بعد نبی آخر الزمان سنئے اگر خداوند کریم یون کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی
نہوگا تو اب اگر کوئی نبی مساوی یا افضل یا کمتر پیدا ہو تو کذب خداوندی لازم آئے اور
خداوند کریم کی نسبت چونکہ صادق القول ہونے کا اقرار ہے تو درصورۃ تولد نبی دیگر بعد نبی
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا ہی ضرور ہے اور یہہ وہی
الصادق لیس بصادق کہنا لازم آئیگا بالجملہ یہان موضوع یا محمول جانب ایک دوسری کی نفی
اور اوسکا سلب ماخوذ اور ملحوظ نہین کیونکہ حضرت عمر کو اگر مثلاً نبی ہوجاتے تو نبی کہنا درست
ہوتا اور عمر نبی مین وہ خرابی لازم نہ آتی جو الحجر شجر مین لازم آئی تہی اور حضرت عمر کو جانے دیجئے
اور کوئی شخص پیدا ہوتا اور وصف نبوۃ اوسکو عطا ہوتا تو یہ خرابی ہرگز نہ تہی جو الحجر شجر مین ہی
ہان ایک اور حمل مباین ہذا ہی کی جو نفی حد ذاتہ ضروری ہے غلط ہوجاتا وہ کیا ہے اللہ صادق
یا علیم بالوقائع الآتیۃ سو حمل نبوۃ علی احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ممتنع ہوا ہے تو بوجہ لزوم
صدق الصادق لیس بصادق یا العلیم لیس بعلیم کے ممتنع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امتناع حمل
ہذا ہی مین مکتسب من الغیر ہے اور وہ غیر اعنی الصادق لیس بصادق ممتنع بالذات اس تقریر کو
لکھہ تو دیا ہے پر باین وجہ کہ یہ ایک تقریر نئی ہے ابناء روزگار سے اندیشۂ رد و قدح جس قدر ہے اوسکو
میرا جی ہی جانتا ہے پر فقط بامید انصاف وکار فرمائے ذہن صاف وشفاف آپکی خدمت مین
عرض کرتا ہے مناسب سمجہکر گر قبول افتد زہی عز و شرف * باقی رہا یہ ارشاد کہ موصوف بالذات

اور واسطہ فی العروض کے اطلاق مین مین نے معنی لغوی مراد لئے معنی اصطلاحی مراد نہین لئے
اول تو یہ ارشاد میرے نزدیک مسلم نہین یہ بہی احتمال ہے کہ آپ نے معنی اصطلاحی کے
سمجہنے مین خطا کہائی ہو بلکہ مین تو یون دیکہتا ہون کہ متاخرین معقولی بہی تعین مراد متقدمین مین
خطا کرتے ہین فہم مراد حصول الاشیاء بانفسہا بلکہ حصول الاشیاء باشباحہا مین بہی قصہ
نظر آتا ہے مگر چونکہ آپ نے معانی اصطلاحیہ کا کچہ ذکر نفرمایا تو مین کچہ کہہ نہین سکتا شاید
ایسا ہی ہو آخر یہ تو مسلم کہ میرا حال باوجود ہیچمدانی کے بہ نسبت کتب کے ایسا ہے جیسے
خالی ہاتہہ سپاہی کو بہ نسبت ہتیارون کے یعنی جیسے اوسکے لئے ہتیار ضروری اور سامان کارگذاری
ہین ایسے ہی علماء کو اور طلبہ کے لئے کتب ضروری سو جیسے وہان ہتیارون کے نہونے سے خرابی
پیش آتی ہے ویسے ہی یہان بہی مگر جیسے جانورون کے ہتیار اُن کے نوک پنجے ہوتے ہین
ایسے ہی اس حیوان لایعقل کی کتاب بہی اپنا خیال اور قلم اور زبان ہے بہر حال ممکن ہے کہ
اطلاق الفاظ معلومہ مین موافق قانون اصطلاح مین نے غلطی کہائی ہو اس بات کو مین
اپنی نسبت بہت قریب الوقوع سمجہتا ہون لیکن اہل انصاف و فہم کو مطالب کی صحۃ و سقم پر
نظر ہوتی ہے الفاظ کی صحۃ و سقم پر نظر نہین ہوتی قصہ صاحب ناقہ گم گشتہ جسنے بعد آجانے
ناقہ سواری کے جو ہی ناقہ بار برداری بہی تہے شکرانہ الہی مین یہ کلمہ کہا تہا اللہم انت عبدی
وانا ربک دکہلاتا آپکو یاد ہی ہو گا خدا کے یہان ایسی بڑی غلطی بوجہ صحۃ مطلب قابل عفو ہی
تو آپ اتنی غلطی پر کیا نظر فرماتے ہین کہ بجاے معنی اصطلاحی معنی لغوی کیون مراد لئے
ہان یہ فرماتے کہ اصل مطلب تو صحیح رہا اگر اصل مطلب صحیح ہے تو پہر آپکو کیا انکار رہے
اور یہ ارشاد کہ آپ نے من الغیر سے مراد من المخلوق رکہی ہم بقرینہ تشبیہ واجب الوجود
عام سمجہے اس ہیچمدان کو موجب حیرت ہے مولانا ایسی تشبیہات مین یہ دہوکے ہین تو اب آیۃ

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے یون ہی سمجھے ہون گے کہ
کسی طاق مین ایک فانوس ہے اوسمین نعوذ باللہ خداوند عالم رونق افروز ہین علی ہذا القیاس
آیۃ ضَرَبَ لَکُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ھَلْ لَّکُمْ مِّمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سے یہی سمجھتے ہون گے کہ
خدا اور بندون مین اتنا ہی فرق ہے جتنا آقا اور غلام مین ہوتا ہے مولانا آپ انصاف تو
فرمائین مسلمانون مین کوئی ایسا بھی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ
وعن صفاتہ سمجھے اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہوگا بھی تو اون لوگون مین ہوگا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو امتناع نظیر مین نظیر خداوندی سمجھتے ہین آخر یہ قول بھی تو اوسی کی جانب
راجع ہے آپ کو جیسے اس مثال سے یہ دہوکا ہوا تہا ایسی ہی مثال آفتاب کو دیکھکر جو
پاس ہی لگی ہوئی ہے اس شبہ کو مٹا لینا تہا اور یہ بھی نہ سہی یہ عرض کہ ممکنات کا وجود
اور کمالات وجود سب عرضی ہین اس اشتباہ کو مٹا لینے کے لئے کافی تہی کیونکہ ہم تو آپ کو
چھوڑ آپ کی نظیر کو بھی ممکن ہی سمجھتے ہین واجب اور ممتنع نہین سمجھتے والعاقل تکفیہ الاشارہ
ہمارا تو یہ عقیدہ ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
بعد اس عرض معروض کے گذارش یہ ہے کہ آپ نے فقط اتنا ہی سوال کیا ہی کہ نظیر نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کیا سمجھتا ہے ممکن یا ممتنع بالذات یا ممتنع بالغیر دلیل نہ آپنی پوچھی
نہ مین نے بیان کی البتہ تمیز امتناع و امکان کو مرتبہ بداہت تک پہونچا دیا ہے چنانچہ تحقیق
امتناع و امکان وضرورۃ کو اور نیز بعضے جوابات سابقہ کو اگر بغور آپ ملاحظہ فرمائینگے تو انشاء اللہ
دربارۂ امکان ذاتی نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو شبہ نہ رہیگا وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ
یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ

محذور ثانی خاتمیت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم تو آیۃ خاتم النبیین سے

بعبارۃ النص ثابت ہے اور منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین ہونا آیۃ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ اور حدیث عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سے آپ کے نزدیک دلالۃ یا اشارۃً سمجھا گیا بر تقدیر تسلیم اس مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم بمعنی منبع فیض جمیع انبیاء سابقین ولاحقین کے جو مدلول اولین وآخرین کا ہی ہین جیسے کہ خاتم بمعنی منبع آخر الانبیاء کے بہی ہین جو مدلول مطابقی خاتم النبیین کا اور آپ کے نزدیک مرجوح ہے اور آپ کا اقرار ہے کہ اس معنی مین کسیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل نہین کہہ سکتے پس صاف ظاہر ہے کہ مماثلۃ مطلقہ جو مدلول اثر ابن عباس ہے مخالف مدلول آیۃ وخاتم النبیین ہے پس سواء مبتدع کس مسلمان کو جرأت ہے کہ کسی نبی کو مماثل خاتم مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کا کہے اور آپ انبیاء تحتانی مین جو خاتمیۃ اضافی ثابت کرتے ہین اول تو ثابت ہی نہین ہو سکتی اسلئے کہ مثلہن کا صحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی العمارۃ وفی نزول الامر بینہن ہونا کافی ہے حاجۃ اثبات انبیاء کی بہی نہین چہ جای کہ خاتم ہون اس واسطے کہ اگر آسمانون مین انبیاء اور خاتم ہون تو زمینون مین بہی ثابت ہوتے ہین جبکہ نہین پس نہین ثانیاً اگر خاتمیۃ اضافیہ ثابت بہی ہو تو متنازع فیہا نہین جو لوگ نظیر اور مماثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتنع کہتے ہین وہ مماثل فی الخاتمیۃ مراد لیتے ہین اُن کے مقابلہ مین یہ صرف نام کی خاتمیۃ اور زمینون مین ثابت کرنا کیا نفع دیتا ہے بجز اسکے کہ مدعیان امکان مماثل بل تحقق نظیر پہولے نہ سمائین کہ ہمارے مولوی صاحب نے چہ خاتم نظیر اور مماثل ثابت کردے بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش اگرچہ دل مین تو سمجھین گے کہ نظیر ہونا تو کیا خاتم اضافی ہونا بہی ابہی ثابت نہین ہوا مگر غنیمۃ ہے سر او ہٹانے کو تو جگہہ ملی آنسو تو پونچھ گئے اگرچہ خوبی تو اسمین تہی کہ مثلہن بہی کلام الہی تہا اپنی اطلاق پر رہتا اور مماثلۃ مطلقہ ثابت ہو جاتی مگر کیا کیجئے شاید مولوی صاحب

تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین ۔

جواب ۔ یہ اعتراض فقط اعتراض ہی نہین عتاب ہی بہت کچہ ہے مولانا اس تقریر طویل مین اعتراض تو فقط اتنا ہے کہ اثر معلوم مماثلۃ مطلقہ کا خواستگار ہے اور اسکا قائل بجز مبتدع اور کوئی نہین ہوسکتا مسلمان کو یہ جرأت نہین ہوسکتی مگر تماشہ ہی تعریض ابتداع تو اس نابکار پر ہو اور وجہ ابتداع کو آپ ہی اس نابکار سے سلب کرتے ہین ای حضرت اس صورۃ مین اس تعریض کا کیا محل تہا اگر فرمانا تہا تو یون فرمانا تہا کہ مقصود قاسم ہیچمدان اور یہ اثر باہم متخالف ہین مولانا غصہ سے کام نہین چلتا ذرا انصاف کے وقت خدا کو حاضر و ناظر جان کر میری اوس تقریر کو جو دربارۂ تحقیق تشبیہ جواب محذور خامس منجملہ محذورات عشرہ مین لکہہ چکا ہون ملاحظہ فرمائین انشاء اللہ یہ خلجان دل سے نکل جائیگا اور اگر تسپر بہی وہی مرغی کی ایک ٹانگ چلی جاے تو آپ تصحیح تشبیہ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ کے لئے تیار ہو رہین مولانا براے خدا انصاف کو کام فرمائے اور یون ہی بے تحقیق اعتراض نہ جڑئے اصل اعتراض کا جواب تو لکہہ چکا مگر دوسرا اعتراض جو بطور ردّ ہی اسی محذور مین ہے یہ ہے کہ اگر خاتمیۃ اضافی ثابت ہی ہو جائے امکان نظیر متنازع فیہ پہر بہی ثابت نہین ہوسکتا سو اسکے جواب کے کچہ حاجت نہین وجہ اسکی یہ ہی کہ مین سنے یہ رسالہ اثبات امکان نظیر کے لئے نہین لکہا جو آپ یہ قدح فرمائین مولانا وجہ اس تحریر کی آپ یہ کیون نہین سمجہتے کہ اگر معنی مراد احقر مراد نہ لئے جائین تو پہر نہ ثبوت افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ سے ہوتا نظر آتا ہے اور نہ اثر عبد اللہ بن عباس کی تغلیط کر سکتے ہین اور جو یہ بات ہے تو مدعیان شش اہداء کا جو بجمیع الوجوہ مساوات کلی کا دعوی کرتے ہین مونہہ کوئی نہین بند کر سکتا یا یون کہئے کہ محدثان کنیۂ اور حضرت عبد اللہ بن عباس بلکہ خود خیر الناس کی تکذیب کا کہٹکا ہی بلکہ تکفیر کا در پردہ اشارہ ہوگا باقی آپ کے عتاب کا جواب کیا لکہون کسی کا

یہ شعر پڑھے دیتا ہون ؎ آہ تسلیم پہ یون آپ نے گردن مارا ٭ حال کیا کرتے اگر کوئی خطا
ہو جاتی ٭ مولانا اگر نظیر ممتنع آپ کے نزدیک فقط وہی ہے جو آخریۃ زمانی مین بہی شریک
ہو تو ہمین بہی اسکے کہنے کی گنجایش ہے کہ یہ متنازع فیہ نہین اور اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ باستثناء آخریۃ زمانی جو واقعی کوئی کمال منجملہ متممات ذات یا منجملہ صفات وکمالات
نہین اور سب طرح کی مساوی کو آپ ممکن جانتے ہین سو بحمد اللہ آپ ہمارے ہی ہمصفیر نکلے کیونکہ
ہمارا بہی یہی مطلب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربارۂ کمالات اگرچہ بمقابلۂ کائنات
لاثانی ہین اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہوا ہے نہو مگر خدائے قدیر کو ایسی صاحب کمال کا
ثانی بنا دینا کچہ دشوار نہین بلکہ اوسکی قدرت لاانتہا کے سامنے ایسی ایسی افراد غیر متناہی کا
بنا دینا ایسا ہی آسان ہے جیسا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کرنا ولا بکسہ
لغوب مولانا مدعیان امتناع کی لئے آپ کی اس شد و مد سے بحیثیۃ تاخر زمانی نظیر خاتم
زمانی کو ممتنع ذاتی لکہنا اور معتقدون کے حق مین بحکم آنکہ الغریق یتعلق بکل حشیش دربارہ
امتناع ایک دستاویز رجسٹری شدہ ہو گی جامہ مین پہولے نہ سمائین گے گلی کوچہ مین کہتے پہرینگے
ہمارے مولانا نے امتناع نظیر ثابت کر دیا اگرچہ دل مین تو سمجہین گے کہ ثابت ہونا کجا عدم وقوع
بہی ابہی ثابت نہین آخر اثر عبد اللہ بن عباس موجود ہے جملہ خاتم النبیین موافق تقریر گذشتہ
نہ بمعنی خاتم المراتب معارض ہے نہ بمعنی آخر النبیین معارض پہر تسپر مولانا عبد العزیز کی نزدیک
تشبیہ مساوات کلی پر دال مگر غنیمت ہی سر اوٹہانے کو جگہہ ملی آنسو تو پوچہ گئے اگرچہ خوبی تو
اسمین تہی کہ خاتم النبیین کلام الہی ہے بمعنی خاتم المراتب لیتے جو اپنے اطلاق پر رہتا اور نظایر
دربارۂ کمالات مساوات ممتنع نظر آتی اگرچہ امتناع کجا اور حسب ارشاد مولوی عبد العزیز صاحب
بوجہ دلالت تشبیہ نبی کنبیکم مساوات مطلقہ پر اثر ابن عباس بہی بظاہر باطل ہو جاتا اگرچہ

بطلان کجا مگر شاید مولوی صاحب بوجہ لزوم انکار قدرۃ الہی تکفیر مخاصمین سے ڈرتے ہین
مولانا آپ کے کلام سے کچہ ایسا مترشح ہے کہ آپ نظیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دربارۂ کمالات
ممکن سمجہتے ہین خیر اسکا جواب تو یہ ہے کہ شکر بدہان تو جزاک اللہ کار انصاف یہی ہے
ہان نظیر مین اگر خاتمیت زمانی بہی ملحوظ ہو تو ہم آپ اوسکو ممتنع بالذات سمجہتے ہین سو اگرچہ ہمکو بہی
اس سے کچہ مطلب نہین لیکن اگر برا نہ مانیئے تو یہ گذارش ہے کہ تناظر کے لئے تعدد تو ضروری ہے
بجمیع الوجوہ وحدۃ کو اس سے علاقہ نہین اگر بجمیع الوجوہ واحد مطلوب ہی تو اوسکو نظیر کیون کہتی ہو
اسکا ماحصل تو یہ ہوگا کہ جزئی متعدد نہین ہوسکتی سو اسمین کسیکو کلام نہین اگرچہ باین خیال کہ
اہل تحقیق کے نزدیک جزئی مین بہی تکثر انطباعی ممکن ہے تکثر انقسامی نہ سہی اور یہی وجہ ہی کہ
جزئی واحد اذہان کثیرہ مین بذات خود حاصل ہوسکتی ہے اور اسی بناء پر باوجود تجدد امثال
وحدۃ جزئیہ نہین جاتے ہان یون کہیئے کہ اس تکثر کے مقابلہ مین بہی جو وحدۃ ہو وہ بہی مطلوب ہے
مگر ہان یہ گذارش ہے کہ جب بحث تناظر ہے اور تعدد لازم تناظر کی اجازۃ ہے تو اس قسم کا
نظیر تو خاتمیۃ زمانی مین بہی ممکن ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ خاتمیۃ زمانی ہو یا مرتبی بہرحال ایک
اضافۃ بین الخاتم والمختوم ہے اور اضافۃ کی تحقق کے لئے جو کچہ تحقق متضائفین او منتسبین
ضروری ہی تو بالضرور تناظر نسبۃ بین تناظر منتسبین ہی ضرور ہوگا ورنہ تناظر نہوگا وحدۃ ہوگی اسلئے کہ
بین المنتسبین نسبۃ واحد ہوا کرتی ہے دو نہین ہوتی ایک قضیہ مین ایک ہی نسبۃ کی گنجایش ہے
سو اگر قضیہ واحد مین نسبۃ متعددہ مطلوب ہین تو یہ طلب تو ایسی ہے کہ کسی جزئی کو متعدد کرنا
چاہین اور ظاہر ہے کہ اس صورۃ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتہ یہ کمال
مخصوص نرہیگا اور نہ کچہ اسمین تعظیم نکلیگی اور نہ اسمین شور امتناع کی کچہ حاجت اسکا منکر ہی
کون تہا یہ بات تو عام علماء مین مسلم تمام عوام کے نزدیک محقق اگرچہ کثرت جسپر تجدد امثال

دلالت کرتا ہے تمام جزئیات مین موجود اور اس وجہ سے امکان امثال جملہ ممکنات خواہ
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا کوئی اور ثابت اور اگر نظیر بمعنی اصلی مطلوب ہے تو
سنئے بعد لحاظ خاتمیۃ زمانی بہی نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے اور اگر اب بہی ممتنع ہی تو یون
کہو خدا تعالی ایسا عالم اور نہین بنا سکتا تو ہمارا تو ایسی خدا کو سلام ہی آپ کا خدا ایسا عاجز
خدا ہوگا باقی رہا وعدہ سو اوسکا حال آپکو معلوم ہی ہو چکا کہ اوسکی وجہ سے امتناع نظیر
عالم ہو یا امتناع نظیر نبوی خاص صلی اللہ علیہ وسلم امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا ہے امتناع
بالذات ثابت نہین ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بیان فرمائے اور اگر بوجہ گذر جانے زمانہ کے
یہ خیال ہے کہ اب نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہو سکتا تو یہ امتناع بہی امتناع بالغیر ہے
بالذات نہین آخر وقت گذشتہ تو یہ امتناع نہ تہا ابہی یہ بات قدرت سے خارج ہو گئی اور اگر اسی
قید سے ساتہ مطالبہ عدم امتناع ذاتی ہے تو اسکا کیا جواب ہے کہ زمانہ بہی منجملہ ممکنات ہی اور مثل دیگر
ممکنات حادث اوسمین بہی اوسی تجدد امثال کی گنجایش ہے اور یہ پہلی معروض ہی ہو چکا کہ
تناظر مین وحدۃ نہین ہوتی تعدد ہوتا ہی اور اگر بعد ازین پہر وہی قید ہے تو ہماری طرف سے بہی
وہی جواب ہے اگر یہ ہے تو تناظر نہ ہوگا وحدۃ ہو جائیگی اور یہ بہی نہ سہی زمانہ حادث بہی ہوگا تو
اوسکا مثل اگر دوسرا زمانہ ہو تو وہ مصحح تناظر ہوگا ہان امتناع نظیر زمانہ ثابت کیجئے تو البتہ
کچہ بولنے کی گنجایش ملے یا قدم وجوب زمانہ ثابت ہو تو بات ٹہکانے لگے مولانا اس کلام کو غور سے
دیکہئے گا سرسری بات نسمجہئے گا اضافات مین الظرف والمظروف کا بہی وہی حال ہی جو اور اضافات کا اب اور سنئے مولانا آپ
فرماتے ہین بر تقدیر تسلیم الخ یہ کلمہ تضعیف استدلال احقر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی مگر آپنے وجہ تضعیف کچہ ارشاد نفرمائی اگر اعتراض
اور تضعیف کو جی چاہتا تہا تو اول وجہ تضعیف بیان فرمائی تہی پہر بر تقدیر تسلیم کہنا تہا مگر شاید آپ سے
جی مین یہ ہو کہ اضافۃ علم الی الاولین والآخرین اضافۃ مصدر الی المفعول ہی الی الفاعل نہین

مگر احقر نے جو رسالہ تحذیر میں شروع تقریر متعلق علمت علم الاولین الخ یہ قید لگائی تھی کہ یہ ارشاد بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے اسی غرض سے لگائی تھی کہ مدعیان علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں بوجہ قصور نظر یا قلت توجہ یا شدت تعصب بادعاء اضافۃ مصدر الی المفعول تحریف معنوی کرتے ہین مگر چونکہ اس وقت تخصیص ذوی العقول بیفائدہ ہو جائیگی ادہر اور نصوص اسکے مخالف تو بالضرور اضافۃ مصدر الی الفاعل محقق ہوگی اور انواع علوم مراد ہونگی چنانچہ فحوائی تقریر تحذیر اس جانب مشیر ہے باایہمہ صفحہ سویم سطر پنجم مین ان تقریرونکو بعد ادعاے خاتمیۃ مرتبی یون شروع کیا ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادۃ آیۃ اذ اخذنا الخ الغرض ان تقریرون کو بطور شاہد ذکر کیا ہے دلیل انحصار معنی مختار نہین سمجھا سو بر تقدیر تسلیم تضعیف حضرت اپنا کچھ نقصان نہین وجہ ثبوت معنی مختار فقط دلالت سیاق وشہادۃ استدراک وظہور افضلیۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاس تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ہونا قرآن شریف کا اور سد باب ادعاء مساوات کسی کے حق مین کافی ہے باقی دربارہ ثبوت خاتمیۃ اضافی آپ جو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اول تو ثابت نہین اسلئے کہ مثلہن کے صیحۃ اطلاق کے واسطے مماثلۃ فی العدد وفی التباعد وفی نزول الامر کافی ہے الخ حضرت یہ تو محض تحکم بیجا ہے کہ اطلاق مماثلۃ مثلہن ان تین چار باتون سے ثابت ہو جاوے انصاف یہ ہے کہ جیسا بندہ کمترین نے رسالہ تحذیر الناس مین عرض کیا ہے باستثناء مماثلۃ ماہیۃ ولوازم ومناسبات ماہیۃ وتشخصات ممیزہ اور سب باتون مین مماثل ہون تین چار کی قید کا کیا کام ہے یہ تقیید ہوگی تو اطلاق کیون رہیگا ورنہ ہم تو نہین لکہتے پر کہنے والون کو کسنے روکا ہے خاتمیۃ زمانی کو بہی اس زمین کے ساتہ مقید کرلین گے اور تخصیص کی یہان وجہ یہی ہے کہ اگر آپ اخیر نہوتے تو نسخ افضل بالادون لازم آتا یا اتباع افضل للادون اور یہ مفصل لکھہ چکا ہون پر آپ کو وجہ تخصیص

بالمماثلۃ الاربعہ کیا پیش آئی ہان یون کہئے کہ ایسا ثبوت نہین جو قابل وجوب و فرضیۃ و اعتقاد
ہو سو یہ بات ہی پہلے ہی تحذیر الناس مین لکھہ چکا ہون کہ تکلیف عقیدہ نہین ہوسکتی اعتبار
نہو تو صفحہ ۳۰ کو دیکھہ لیجے آسکے بعد یہ ارشاد ہے جب کہ نہین پس نہین مولانا اول نہین کے
کوئی دلیل بیان نفرمائے دعوی بے دلیل کو کیونکر تسلیم کیجئے مولانا اگر لفظ نبی سے
بحث ہے تو اس باب مین تو آپ اس سے زیادہ نہین کہہ سکتے کہ ہونے کا ثبوت نہین عدم ثبوت کا
دعوی تو جب زیبا تہا کہ کوئی آیۃ یا حدیث ہوتی یا خود آسمانون کے سیر کر کے افلاک کا جغرافیہ
بنایا ہوتا اور اگر معنون سے غرض ہے تو فرمائے تو سہی یہ نفی کیونکر صحیح ہوسکتی ہے کیا رسل ملائکہ
آپ کو ایمان نہین کتب عقائد دیکہئے ایسی غلطی نہ کہائے اس صورۃ مین بجز اسکے اور کیا انجام
نزاع ہوگا کہ اطلاق نبی افراد رسل پر عرف مین نہین کرتے مولانا یہ سب باتین تو تحذیر مین موجود
تہین اُن کے ابطال سے فارغ ہو کر اعتراض فرمانا تہا قبل ابطال معروضات تحذیر یہ اعتراضات
قابل سماعت نہین باینہمہ وجہ تخصیص عرف عرض کرتا ہون انصاف فرمائیگا لفظ انبیاء اور تنبیہ
اور تنبئ ایک نوع کی غفلت اور ذہول کی طرف مشیر ہے اور غفلۃ اور ذہول بعد حصول علم
متصور ہے سو یہ بات ادہین سے ہوسکتی ہے جن سے بشہادۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ
آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى الخ
عہد و میثاق لیا گیا ملائکہ سے متصور نہین نہ اونسے کوئی عہد لیا اور اگر لیا ہو تو اونکو ذہول
اور غفلۃ عارض حال نہین ہوئی اسلئے لفظ نبی بشرط ذوق سلیم انباء سے مشتق ہی ملائکہ مین
استعمال کرنا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستبعد ہی ہان لفظ رسالۃ کے
اطلاق کے لئے نہ تقدم غفلت و ذہول کی مرسل الیہ کیجانب ضرورۃ ہی نہ تقدم علم کی حاجت اسلئے
اطلاق رسول خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی منقول ہے اور عرف عام مین بہی

شائع اور کتب عقائد مین بہی مسطور باقی یہ کہنا کہ یہ رسالۃ بمعنی ارسال الی البشر ہی خواہ الی الانبیا ہو
خواہ الی العوام جیسے منکر ونکیر کی نسبت ارسال الی الملائکہ نہین تو یہ بات بظاہر بجا ہی مگر وصول
احکام خداوندی ملائکہ رتبہ سافلہ تک بوسیلۂ ملائکہ عظیم الشان ایسا نہین جو کوئی انکار کر سکے
ہان یہ بات مسلم کہ وہان کفر متصور نہین سو اس باب مین مماثلۃ وعدم مماثلۃ کے بیان سے
رسالہ تحذیر مین فارغ ہو چکا ہون اب اور سنئے اگر بالفرض بقیاس افلاک اراضی مین انبیا
ثابت نہین ہو سکتے تو نہ سہی بقیاس زمین کل مین یا بعض مین رسل کا ثبوت لازم ہوگا اس لئے کہ
مماثلۃ تو طرفین ہی سے ہے اس صورۃ مین اور بہی کچہ نہین تو آپ کے وہ نہین تو باطل ہو جائیگی
جو آپ نے اس طرح فرمائی ہے جبکہ نہین پس نہین باقی رہا در بارۂ خاتمیۃ اضافی آپکا یہ ارشاد کہ
اگر ثابت بہی ہو جس سے تضعیف ثبوت مترشح ہے اگر یہ معنی ہے کہ ثبوت مثل ثبوت اعتقادیات
نہین تو مسلم مگر اسکو اس بحث سے کیا علاقہ دوسرے مین کب اسکا قائل ہون بلکہ خود اسکا
منکر ہون چنانچہ اوپر عرض کر چکا اور اگر مطلق ثبوت سے انکار ہے تو ہماری سمجہ مین نہین آتا کہ بعد تسلیم
خاتمیۃ مرتبی جسکا تسلیم کرنا بوجوہ معروضۂ اوراق سابقہ ضرور ہے اور بعد تصدیق اثر ابن عباس
جسکا اقرار بوجہ تصحیح محدثین لازم ہے کیونکر یہ بات ثابت نہین ہو سکتی درصورت خاتمیۃ زمانی البتہ
یہ مماثلۃ کلی نظر آتی ہے اور اضافی خاتمیۃ کی طرف رجوع دعوی بے دلیل ہو جاتا ہے پر خاتمیۃ
مرتبی لیجے تو پہر یہ مماثلۃ مشار الیہ بہی کنبیکم بالضرور خاتمیۃ اضافی ہی کی طرف مشیر ہوگی
ہان جرح روایۃ مد نظر ہے تو اسکا جواب ہمارے پاس عقلی تو کوئی نہین اگر ہی تو یہی تصحیح محدثین
مذکور ہے سو جنکا ہمنے ذکر کیا وہ ایسی ہین کہ قسطلانی اور سیوطی اون کے مقابل نہین ہو سکتے
اور اگر ہون بہی تو ہمارا کیا نقصان ہم در پئے تصحیح اثر نہین غرض اصلی رفع تعارض اور رد قول
قائلان تعارض تہا سو وہ بحمد اللہ ایسی طرح ہو گیا کہ آپ کو یا کسی کو انشاء اللہ مجال دم زدن باقی نہین

کی تصحیح وہ استسطرا ڈالی گئی تہی سو بالفرض والتقدیر اگر اثر مذکور غلط ہو تو معنی مذکور غلط نہین ہو سکتے یعنی خاتم النبیین کے اُن معنون مین اس وجہ سے کچہ خرابی نہین آسکتی واللہ اعلم وعلمہ اتم

محذور سوم خاتم بمعنی آخر الانبیاء مطلقاً مجمع علیہ علماء امتہ ہے اور آپ کی نزدیک بہی اسپر اجماع منعقد ہو گیا ہے اور حدیث لانبی بعدی جسکا متواتر المعنی ہونا مسلم آپکا بہی ہے ہوئد اسکی ہے پہر خلاف حدیث اور اجماع کے آیۃ خاتم النبیین کے معنی ایسے لکہنے جس سے چہہ نبی خاتم کیا ہزار دو ہزار یا لاکہہ دو لاکہہ بعد خاتم مطلق بہی ہونا جائز ہو بلکہ بہتر ہوتا کہ افضلیۃ بڑہجاے کیا اسکو ابتداع نہین کہتے کیا ایسا شخص پورا سنی رہجاتا ہے کیا اسکو تفسیر بالرای نہین کہتے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ـ

جواب ـ حاصل اس اعتراض کا یہ ہے کہ خاتمیۃ مرتبی مخالف مراد قرآنی ہے جو بالاجماع مراد ہے اور نیز مخالف حدیث ہے اور اس وجہ سے اس تفسیر کو تفسیر بالرائے کہنا چاہیے اور اسکے قائل اعنی قاسم کو اعاذہ اللہ من الابتداع مبتدع مگر معلوم نہین کہ ان معنون کو مولانا مخالف اجماع کیونکر سمجہتے ہین اجی حضرت مخالفۃ تو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریۃ زمانی ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیۃ زمانی ہین معارض ہونا کجا اگر امر مجمع علیہ کو تسلیم کرکے کوئی نکتہ زائدہ کہنا بدعت ہے تو مین اکیلا کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیہ کرام مبتدع ہونگے خیر مرگ انبوہ جشنی دارد غنیمۃ ہے آپ نے تنہا ہمین پر عنایت نہین فرمائی دور دور تک آپ کے ارادے ہین مولانا پہلے مخالفۃ و موافقۃ کے معنی سمجہیے پہر بدعت وسنۃ کی تعریف مقرر کیجیے تسپر تفسیر بالرای کی کوئی تفسیر کیجیے اوسکے بعد یہ اعتراضات زبان پر لائیے تفسیر بالرای کی تقریر آخر تحذیر مین عرض تو ہم پہلے اوسکے ابطال سے فراغت پائی تب کہین تعریض تفسیر بالرای

کیجئے نہ یہ ابتداع ہے نہ یہ تفسیر بالرا ے نہ مخالفۃ اجماع مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیۃ
زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی ہان خاتمیۃ
زمانی مع شئی زائد ثابت ہوگی اگر آپ مخالفۃ اجماع ثابت کرتے ہین توکسی کتاب مین یہ بات
نکال کر لائے کہ اہل اجماع یہ فرما گئے ہین کہ خاتمیۃ زمانی سے زیادہ مراد لینا نچاہیے جو خاتمیۃ
مرتبی مراد لی وہ مبتدع ہے بلکہ آپ اتنا ہی دکھلا دیجے کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہین
ہان یہ مسلم کہ خاتمیۃ زمانی اجماعی عقیدہ ہی رہی یہ بات کہ وہ کہان سے ماخوذ ہے اجماعی
نہین مگر آپ کو شاید عبارۃ شفا پر نظر ہوگی سو اُسکا جواب بندۂ کمترین مولوی محمد علی صاحب کے
سوالات کے جواب مین لکھہ چکا ہے اُسکو ملاحظہ فرما لیجئے الغرض قول صاحب شفا بمقابلہ
تاویلات و تخصیصات ملاحدہ ہی نہ بغرض اثبات ارادۂ خاتمیۃ زمانی بطور دلالۃ مطابقی اور اگر
وہان دلالۃ مطابقی ہی تو پھر یہ مراد کہان ہے کہ اس سے زیادہ کی اجازۃ نہین ہوا ور ہو تو کیونکر
جیسے انسان پر حیوان کی دلالۃ مطابقی ہے الشئی فرس پر بھی مطابقی ہے سو ایسے یہان بھی
سمجھیے گا کہ کوئی شخص اگر دلالۃ علی الانسان کو مطابقی کہے تو جیسے اُس سے منع ارادۂ فرس لازم
نہین آتا ایسے ہی یہان بھی خیال کیجئے پھر آپ حدیث کو موئد معنی کس غرض سے بتلاتے ہین
اگر یہ غرض ہے کہ خاتمیۃ زمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حق ہے تب تو انکار ہی
کسے ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث سے مدلول مطابقی ہونا خاتمیۃ زمانی کا ثابت ہوتا ہی
تو فرمائے حدیث کی کونسی الفاظ اس بات پر دلالۃ کرتے ہین کہ یہ حدیث خاتم النبیین کے ہی
تفسیر ہوسکتی ہے جیسے اور حدیثون سے اور مضامین ثابت ہوئی ہین اس حدیث سے یہ مضمون
ثابت ہوگیا خواہ خاتم النبیین کی تفسیر ہو خواہ نہو مولانا گستاخی معاف آپ کو تو ابھی اوس
اجماع کی حقیقۃ ہی معلوم نہین جو دربارۂ نبوت عقائد و احکام حجۃ ہوتا ہی آپ گذارش قابل

گذارش یہ ہی کہ فضیلۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنیوالا اگر مبتدع ہے اور آپ کے نزدیک بدعت کے یہی معنی ہین تو البتہ یہ کمترین مبتدع ہے ورنہ پہر فرمائیے کون ہوتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

محذور رابع۔ جو بعینہ محذور سادس منجملہ محذورات عشرہ ہے جسکا جواب لکھہ چکا ہون مگر بطور تنبیہ پہر یہ گذارش ہے کہ اس اعتراض کی بناء فقط مخالفۃ اثر مذکور وآیۃ خاتم النبیین بالمعنی المسلم وبالمعنی المجمع علیہ ہے مگر موافقۃ ومخالفۃ کا حال اوراق گذشتہ کے دیکھنے والون کو خوب معلوم ہو چکا ہے اسلئے بطور اختصار اتنا ہی بیان کافی ہے کہ دونو طرح یہان موافقۃ مین مخالفۃ نہین سو اعتراض از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے فقط

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین فقط

مکتوب ثانی مولوی عبد العزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً عرض کرتا ہی بندہ ناچیز محمد عبد العزیز عفی عنہ بخدمت بابرکت مخدوم مکرم مطاع العوام والخواص جناب مولانا محمد قاسم صاحب مد ظلہ العالی السلام علیکم دعا مین لدیکم مکرما جواب عریضہ جو حضور سے عنایت ہوا تہا قبیل رمضان المبارک بعد تقاضاء بسیار شاگردان والاشان سے نقل اسکی میسر آئی غالباً مطابق اصل ہی ہر چند اصرار کیا اصل نہ دکہائی شاید اسمین کچہ مصلحت سمجھی ہوا بتداء رمضان شریف مین بسبب درپیش آنے سفر لکہنو کے دیکہنا اور جواب لکہنا میسر نہوا اخیر رمضان شریف مین دیکہا تو بعض مضامین کی تفصیل جواب محذورات عشرہ پر موقوف پائی مراد آباد آکر انکو بہی طلب کیا تین چار محذورات کے جواب ملے مطلوب تمام حاصل نہوا الغرض مضامین

دوراز مطلب ہے تعرض کرنا اور مواخذات لفظیہ پر توجہ خالی عن التحصیل سمجھکر عرض سابق مطالب ضروری ہے زیادہ فرصت
نہین حاصل آپکی تقریر کا یہ ہے کہ نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وصف خاتمیت مطلقہ مین آپکے نزدیک ممکن بالذات
ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہین اور فرق ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر مین یون ارشاد فرمایا کہ ممتنع بالذات مقابل
ومخالف واجب بالذات کا ہوتا ہے اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات امتناع ضرورۃ سلب کا نام ہے اور وجوب ضرورۃ ایجاب کا
اور ضرورۃ ایجاب کے تین مادہ بطور حصر لکہے اعنی حمل عین الشئی علی الشئی وحمل جزئیہ علیہ وحمل لازم ذاتہ بالمعنی الاخص علیہ ولازم
ذاتی کو ناشی عن الذات اور صادر من الذات فرمایا یہان سے معلوم ہوا کہ علت لازم ذاتی کی ذات ملزوم ہوتی ہے والا
بقول آپکے انفکاک جائز ہوگا اسکی تصریح جواب محذورات مین بہی ہے اور تحذیر الناس مین خاتم کو بمعنی موصوف بالذات لیا ہے
اور یہ بہی فرمایا ہے کہ موصوف بالذات مین وصف موصوف کا ذاتی اور ناشی عن الذات ہوتا ہے صفحہ ۵ التحذیر مین
موجود ہے پس وصف نبوۃ خاتم کا مقتضائے ذات اور ناشی عن الذات اور لازم ذاتی ہوگا بلکہ اس وصف کا عین ذات خاتم
ہونا بہی جواب محذورات مین جائز کہا ہے پس حمل اس وصف کا ذات خاتم پر ضروری اور واجب بالذات ہوگا کیونکہ
بسبب لازم ذاتی ہونیکے مادہ وجوب ذاتی کا ہے پس لامحالہ بمقابل اسکا مادہ امتناع ذاتی کا ہوگا اب سنئے کہ جب آپکے قول کے
موافق الخاتم خاتم ضروری اور واجب بالذات ہے تو لامحالہ الخاتم لیس بخاتم ممتنع بالذات ہوا اور ظاہر ہے کہ
جب خاتم مطلق دوسرا آپکے نزدیک ممکن ہے اور اوسکو واقع اور موجود فرض کیا تو خاتم اول خاتم مطلق نرہا
یہ اور خاتم مطلق نکلا جسکا وہ خاتم خاتم نہین پس قضیہ الخاتم الآخر موجود مستلزم الخاتم لیس بخاتم کا ہوا جیسے الحجر شجر
مستلزم الحجر لیس بحجر کا ہے پس مثل الحجر شجر کے الخاتم الآخر موجود ممتنع بالذات ہوا آپ خود ہی فرماتی ہین کہ جس حمل سے
سلب الشئی عن نفسہ لازم آوے وہ ممتنع بالذات ہوتا ہے چنانچہ الحجر شجر کو اسی بناپر ممتنع بالذات فرمایا ہے جیسے مفہوم
حجر مین نفی شجریۃ آپکے نزدیک ماخوذ ہے ایسے ہی ہر عاقل کے نزدیک مفہوم خاتم مطلق مین نفی خاتم آخر بلکہ نبی آخر ماخوذ ہے پس
الخاتم الآخر موجود بلکہ النبی بعد الخاتم المطلق موجود بسبب مستلزم ہونے سلب الشئی عن نفسہ اعنی الخاتم
لیس بخاتم کے ممتنع بالذات ٹہیرا پس نظیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع بالذات ہونا

آپ کے معنی لینے سے بہی ثابت ہوگیا جیسے ہمارے معنی مجمع علیہ سے ثابت ہوتا ہے اور تقریر دلیل یہی ہے جو عرض کی کہ وجود خاتم مطلق آخر کا مع الخاتم یا بعد الخاتم مستلزم الخاتم لیس بخاتم کا ہے پس ممتنع بالذات ہوا بلکہ آپ تو بطریق اولی ممتنع بالذات کہئے آپ تو وصف نبوۃ کو خاتم کا ذاتی فرماتے ہین پس سلب اوسکا بدرجۂ اولی ممتنع بالذات ہوگا ہم لوگونکو اگر ممتنع بالذات ہونے نظیر خاتم النبیین مین تردد ہوتا تو ہوتا کہ ہمارے نزدیک ہر وصف مین موصوف بالذات ہی ہونا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بلکہ ہر ممکن کا ممتنع بالذات ہے بڑی حیرت اور تعجب ہر کہ خود ممکنات کے وجود اور کمالات کو سبب کو عرضی بمعنی بالعرض فرماوین اور ہم سے انصافًا پوچھین کہ بہلا کوئی مسلمانون مین ایسا ہوگا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستغنی عن اللہ وعن صفاتہ سمجھے اور پہر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف بالذات بوصف نبوۃ فرماوین اور اس وصف کو اونکا ذاتی اور لازم ذات اور ناشی عن الذات اور مقتضائے ذات اور صادر عن الذات بلکہ عین ذات فرماوین بلکہ آفتاب کے نور کو بہی اسکا ذاتی کہین اور اگر تنبیہًا عرض کرتا ہون کہ مولانا صاحب ذرا غور تو کیجے موصوف بالذات کہنے پر کتنی خرابیان لازم آتی ہین تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تجکو بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے اتنا انکار کرتا ہی وہابیون کو بدنام کرتا ہی اور آپ اونکا کام کرتا ہے قصور معاف ہو ہمپر تو یہ طعن کہ توحید خداوندی کو منسوخ کرکے توحید محمدی پر ایمان ہے باوجودیکہ ہماری توحید محمدی منافی توحید خداوندی کی نہی محمد خاتم الانبیاء مطلقًا لانبی بعدہ فی حیز الامکان واحد لا مثل لہ ولا نظیر ہمارا ایمان ہے اور یہ ہرگز مخالف ومناقض لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی نہین اگر یہ ہو تو ہمکو تنبیہ کیجے پہر آپ ہی نے وہ توحید محمدی اختیار کی کہ ناسخ توحید خداوندی کی ہے اعنی موصوف بالذات ہونا جو خاصہ خداوند تعالی

کریم کا ہے نبی کریم کو ثابت کیا فرمائی لنسخ توحید خداوندی کسی نے کیا اور تشبہ بالنصاریٰ کسکو لازم آیا اور
یہ جواب لکھتے ہین کہ میری غرض اثبات افضلیۃ ہے اور اس آیۃ کے اگر یہ معنی نہ لئے جائین تو
ہرگز افضلیۃ ثابت نہین ہوسکتی اور کوئی نص کلام اللہ مین ایسی موجود نہین جس سے ثبوت
افضلیۃ ہوا ور اگر ہو بہی تو یہ توقع نہین کہ ہمارا تمہارا ذہن وہان تک پہونچے حدیث واجماع کا
ثبوت ایسا نہین جس سے انکار نہو سکے یہ سب خیالات آپ کے فاسد و بے اصل ہین اولاً تو
یہان بحث افضلیۃ کی نہ تہی خاتمیۃ کی تہی ثانیاً اسکو ثابت کرنے کی کیا ضرورۃ تہی خود بالنص ثابت
تہی یون فرماے کہ خاتمیۃ جو بعبارۃ النص ثابت تہی وہ اثر ابن عباس کو بظاہر رد کرتی تہی
اوسکے رفع معارضہ کے واسطے اس قدر تکلیف اوٹہائی خاتم کے معنی لغوی چہوڑ کر موصوف بالذات کے
معنی سئے مینہ سے بہاگ کر پرنالہ کے تلے آکہڑے ہوئے جو کوئی اس معنی سے انکار کرے یا اوسکے
خرابی کا اظہار کرے اوسکو دہمکاتے ہین کہ مین تو افضلیۃ ثابت کرتا ہون تو اس سے انکار
کرتا ہے بے اس معنی کے افضلیۃ کب ثابت ہوسکتی ہے ای حضرت افضلیۃ کا کیا ذکر ہے
معارضہ حدیث وآیۃ کا تو خاتمیۃ مطلقہ مین ہے آپ نے رفع معارضہ کے واسطے خاتم کو اپنے
معنی لغوی سے پہیر کر موصوف بالذات کے معنی پر لیا فقیر نے ان معنی کو محال سمجہکر انکار کیا
تو آپ فرماتے ہین کہ تو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ کوئی نصرانی
کسی نصرانی کے سامنے ابن اللہ ہونے عیسی علیہ السلام پر دلیل لاوے دوسرا اوسکی
عنان گیری کرے اور کہے کہ تو کیا کہتا ہے کہین عبداللہ بہی ابن اللہ ہوتا ہے اسکے جواب مین پہلا نصرانی دوسرے کو کہے
کہ تجکو بہی عیسی علیہ السلام سے ضد معلوم ہوتی ہے جو موجبات افضلیۃ سے انکار کرتا ہے اور اگر آپکی یہ غرض ہو کہ
آیت صرف خاتمیۃ کے واسطے مسوق نہین ہوئی بلکہ افضلیۃ کے واسطے بہی مسوق ہے تو یہ مسلم ہے مگر ثبوت افضلیۃ
مبنی بر خاتمیۃ مطلقہ ہے اور خاتمیۃ آپ کے معنی کی موقوف ہے موصوف بالذات ہونے خاتم پر

اور یہ محال ہے جیسے گذرا پس وہ افضلیۃ جسکے آپ درپے تہے ثابت نہوئی ہان ہماری معنی سے بخوبی ثابت ہے لفظ خاتم صرف تاخر زمانی پر نہین دلالت کرتا بلکہ افضلیۃ پر بہی دال ہے اسلئے کہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وصف مین اپنے اقران سے افضل ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ وصف اسپر ختم ہے مثلا کہتے ہین پہلوانی اسپر ختم ہے فقاہت اُسپر ختم ہے اسی محاورہ کی موافق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ نبوۃ میرے ممدوح پر ختم ہے یہ سب نبیونکا خاتم ہے پس خاتمیۃ مطلقہ لغۃً او عرفاً اظہر من الشمس فی نصف النہار سمجہی گئی نہ صرف تاخر زمانی کلام الٰہی جامع بلیغ فی غایۃ البلاغۃ ہے اگر صرف تاخر زمانی بیان کرنا ہوتا تو فرماتا ہو آخر الانبیاء زماناً مگر چونکہ اظہار رتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منظور تہا اسلئے لفظ خاتم اختیار فرمایا تبارک اللہ احسن المتکلمین اب ثبوت افضلیۃ تو اسی آیۃ سے ہوگیا آپ کی توقع کے خلاف ہو افضل الٰہی سے ہمارا ذہن تو پہونچ گیا دعا کرتے ہین کہ آپ کا ذہن بہی پہونچ جاے اور موصوف بالذات کہنے سی باز آوین لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پر عمل فرماے توقع قطع نہ کیجئے اس آیۃ کے سوا اور آیات بہی ثبوت افضلیۃ پر دال ہین قطع نظر حدیث واجماع سے جیسے آیۃ رحمۃ للعالمین کنتم خیر امۃ الآیۃ واذ اخذنا میثاق النبیین الآیۃ وغیر ذلک مگر افضلیۃ چونکہ امر ثابت ہے اور اُسکا کوئی مسلمان منکر نہین معلوم ہوتا تو اوسکے اثبات مین تطویل لاطائل ہے اور ثبوت افضلیۃ اگر حدیث واجماع سے بہی کرین تو بہی ایسا نہین جس سے کوئی مسلمان انکار کرسکے ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جو حدیث یا اجماع آپ پیش کرین اوسکی سند مین کلام کرسے یہ آپ کو چاہیے کہ حدیث یا اجماع بے سند نہ ظاہر کرین مگر آپ نے تو موصوف بالذات ہونے کے ثبوت مین اجماع تو کیا کوئی حدیث ضعیف بہی نہ لکہی جس سے کوئی انکار کرتا یا نکرتا آپ نے تو صرف ایک خیال محال باندہا ہے پہر اوسکے اتباع کے ہمسے متوقع ہین اگر اتباع مین فی الواقع قصور پاتی ہین تو کیسی کیسی عتاب فرماتی ہین

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	معلول	معلولی	۳۳	۱۹	عمر مجاز	عموم مجاز
۶		بالمعنی الاخص	یہ لفظ زائد ہے	۲۶	۱۱	جواب رباره	جواب پیرانامہ لیتی ہیں درباره
	۲	اهذا	ماهذا	۲۸	۱۵	بالذات	واجب بالذات
	۶	کو	کا	۳۰	۴	اجتماع	اور اجتماع
۹	۱۹	افضلیۃ سے	افضلیۃ سے استنا انکار ہے	۳۰	۱۱	اوسکے	اور اوسکے
۱۰	۸	سب	نسب	۳۳	۷	مفهوم وه	مفهوم وه ہے
۱۰	۱۹	زائد	زیاده	۳۳	۷	شے وه	شے وه ہے
۱۱	۱	ممکن	ممکن ہو	۳۲	۱۲	اگر	اور اگر
۱۱	۱۸	نہو	ہو	۳۳	۱۴	اور بعض	اور پھر بعض
۱۴	۱۵	وہی	رہی	۳۴	۸	نورآئینہ	نورانیۃ
۱۶	۱۲	کیونکہ	کیونکر	۳۵	۱۲	کیونکہ	کیونکر
۱۷	۱	کہ جتنی	بلکہ یہ کہنا ہے کہ جتنی	۳۵	۱۸	شدید	تشدید
۱۷	۱۳	سردست تو غرض	سردست تو یہ غرض ہے	۳۷	۴	ہان تقدم	ہان اگر تقدم
۱۸	۱۱	بابنوجہ	یعنی بابنوجہ	۳۷	۱۲	ذکر	ذکر کیا
۱۸	۱۶	مرتبہ	مرتبہ رحمانیۃ	۳۷	۱۴	اسطرح	اسیطرح
۲۰	۴	کسی مدرک یا جاسے	کسی مدرک کی ادراک یا جاسے	۴۲	۵	دلائل سے	دلائل سے ثابت ہے
۲۰	۶	فرق	وه فرق	۴۸	۴	یعنی	بیتی
۲۱	۵	طرف	طرف سے	۵۰	۴	اگر	اگرچہ
۲۲	۵	انداز	انذار	۵۰	۵	ثبوت اور دلنشینی	ثبوت دلنشینی
۲۲	۱۳	اثبات مدعا	مدعا	۵۲	۱۵	بگویم	نگویم مشکل
۲۳	۱	اور غلطی	اور علاوه غلطی	۵۶	۹	وه وه	واه واه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۹	محبول	محمول کے
۵۷	۹	سمجھکر	سمجھا
۵۸	۷	کو	کا
۵۸	۱۲	صیحۃ	صحۃ
۵۸	۱۳	صیحۃ	صحۃ
۵۸	۱۵	صیحۃ	صحۃ
۶۴	۹	گذشتہ	گذشتہ مین
۶۵	۱۲	صیحۃ	صحۃ
۶۷	۱۴	رجوع	رجوع کرنا
۶۹	۱۰	نہین ہو	نہین
۶۹	۱۰	کیونکہ	کیونکہ ہو
۷۰	۹	ہین	ہے
۷۵	۲	صوفیا	صوفیہ
۸۳	۹	مذکور	مذکور کے
۸۳	۱۸	کہ	تو
۸۵	۱۲	نشو وغا	نشو ونما
۸۹	۱۰	دیکھیگا	لکھیگا
۹۲	۱	اصل	اصول
۹۳	۴	دوسرین بہی شرط	دوسرے کے لئے شرط
۹۵	۲۰	ضرور یہ	ضرور یہ ہوگا
۹۵	۱۶	صلعم	صلعم ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۹	کی	کی لئے
۹۶	۹	بہی تو	بہی کم
۹۸	۴	مفاد	مضاد
۹۸	۴	نہو	ہو
۹۸	۱۹	عبادۃ خداکی	عبادۃ کی خداکیطرف
۹۸	۱۹	نہی	یہ بہی نہی
۹۹	۱۳	یہ بات	نہ یہ بات
۹۹	۱۴	ورنہ	اورنہ
۱۰۰	۱۶	نوع	نوعی
۱۰۲	۸	جیسی	جیسی خاتمہ
۱۰۴	۳	دعوی	اگر دعوے
۱۰۴	۴	بوجوہ	آپکو بوجوہ
۱۰۶	۱	بار	باز
۱۰۶	۱۲	مقصودیہ	مقصدویہ
۱۰۶	۱۶	نین اختہ	انداختہ

اشتہار کتب مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب

آبحیات ۲/ — تقریر دلپذیر ۸/ — ہدیۃ الشیعہ ۱۲/ — اجوبۂ اربعین ۶/

اسرار قرآنی ۱/ — لطائف قاسمیہ ۱/ — حق الصریح ۱۰/ — قبلہ نما ۱۰/

مباحثہ شاہجہانپور ۶/ — میلہ خدا شناسی ۲/ — مباحثہ رڑکی ۳/

تصفیۃ العقائد — تحذیر الناس — لطائف رشیدیہ

المشتہر محمد ابراہیم مالک مطبع گلزار ابراہیم مرادآباد